کبیر بھگت اور اُسکی تعلیم

(بھگت جنوں کیلئے شکھشا وانک لیکھ)

مُصنّفہ

مہاشہ شیوبرت لال جی ورمن

جسے

لالہ رامدتا مل اینڈ سنز تاجران کتب

لوہاری دروازہ لاہور

نے

(مطبوعہ واشنگٹن پریس لاہور میں چھپوایا)

دیباچہ

کبیر صاحب اور اُنکی تعلیم کے متعلق عوام میں عجیب طرح کی غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں، کوئی ان کو ادویت واد ویدانتی بتاتا ہے۔ کوئی یوگی کہتا ہے، کسی کی یہ رائے ہے۔ کہ وہ تصوف کے معتقد تھے، اُن میں سب کے سب صحیح اور سب کے سب غلط ہیں، جنکو بطور خود اُن کے کلام کے مطالعہ کا موقعہ نہیں ملا۔ وہی زیادہ تر اس قسم کی رائیں ظاہر کیا کرتے ہیں۔ جو کچھ کبیر صاحب کی نسبت کہا جاتا ہے، وہ سب کچھ ہیں۔ اور کچھ بھی نہیں، ویدانتیوں کی وحدانیت و توحید کے روح کو سمجھنے والے۔ اگرچہ برہم کے ایکتا کی انہوں نے کبھی تعلیم نہیں دی، سرت شبد یوگ کے معتقد ہونے کی وجہ سے راج یوگ کے اصلی غرض حاصل کرانے میں مددگار بننے والے مگر فضول۔ دقت طلب اور غیر عملی یوگ کے مسائل سے ہمیشہ محترز رہے، اُن کے کلام میں تصوف کے اعلےٰ خیالات ضرور موجود ہیں، مگر جنہوں نے بے تعصبی سے اُن کے طریقۂ تعلیم پر غور کیا ہے، وہ باسانی سمجھ سکتے ہیں۔

این گلے را رنگ و بوئے دیگر است

کبیر صاحب کی تصانیف بیشمار ہیں، ان کے دقیق اور باریک مسائل بیجک اور اگ ساگر وغیرہ سینکڑوں کتابیں قلم بند ہیں، اُن کو بہت کم آدمی پڑھتے اور سمجھتے ہیں، یہ وجہ غلط فہمی کی ہے، ہم نے چاہا۔ کہ کسی طرح اردو پڑھنے والوں کو اُن کے خیالات سے آگاہی دکھاوے۔ اسلئے یہ مختصر رسالہ ترتیب دیا۔ تاکہ ہر کس و ناکس کو انکی نفس تعلیم سے واقفیت حاصل ہو۔ ہم نے جان بوجھکر انکی روحانی تعلیم سے احتراز کیا ہے، وہ اتنی دقیق و فلسفانہ ہے، کہ معمولی طبیعتیں سمجھنے کے قابل نہیں ہیں۔ اس میں صرف انکے دوھے منتخب کر کے اکٹھے کر دیے گئے ہیں۔ اور آسان زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے اکبیر صاحب کے دوھے بھی اگر لاکھوں نہیں تو ہزاروں کی تعداد میں ملینگے۔ اکبیر صاحب کی ساکھی کے نام سے بمبئی کے مشہور وینکٹیشور پریس نے ان دوہوں کا مجموعہ چھاپا ہے، منشی گنگا پرشاد صاحب ورما مالک مطبع ہندوستانی لکھنؤ کے یہاں بھی ایک ضخیم کتاب شائع ہوئی ہے، الہ آباد کے کسی چودھری صاحب نے بھی انکو اشاعت دی ہے، یہ سب بہت بڑی بڑی کتابیں ہیں۔ نیز اور جگہ بھی کبیر صاحب کے بہت دوھے ملیں گے، اگرچہ کتاب "سنت سنگرہ" کے نام سے آگرہ کے رادہا سوامی ست سنگ میں لطور انتخاب چھپی ہے، لاجواب ہے، ہم نے یہ چند دوھے ان میں سے منتخب کئے ہیں، جن کو ان تمام دوہوں کو ہندی میں دیکھنا ہو۔ وہ اصلی کتاب منگا کر دیکھیں، یہاں صرف چند بیانات کے متعلق صرف پانچ پانچ سات سات یا کچھ زیادہ دوہے دیدیے گئے ہیں، انکی غرض صرف اتنی تھی، کہ شائقین کو عام طور پر کبیر صاحب اور ان کی تعلیم کے متعلق بآسانی واقفیت پیدا ہو۔

اگر یہ رسالہ مقبولِ عام ہوا۔ تو ہم کبیر صاحب کے گہرے فلسفہ کی وضاحت کا انتظام کریں گے،

شیو برت لال

کبیر صاحب اور اُن کی تعلیم

۱۔ سوانح عمری

زبان پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میری نطق نے بوسے میری زباں کیلئے

دنیا دراصل ایک عجیب و غریب جگہ ہے، جہاں ہر وقت معجزات و کرامات ہوتے رہتے ہیں۔ کبیر صاحب کی پرورش ایک جولاہے نے کی تھی۔ جس کا نام نورا تھا۔ اس کی بیوی نعمان کہلاتی تھی۔

روایت ہے کہ یہ نورا ایک دن لہر تلاؤ کے قریب گزر رہا تھا۔ بچے کے رونے کی بھنک کان میں پڑی۔ اس نے نظر اٹھا کر دیکھا، ایک خوبصورت نوزائیدہ لڑکا کنول کے پتوں میں لپٹا ہوا پڑا ہے۔ نورا دل میں ڈرا۔ کون جانے کس کا لڑکا ہے، اور اس نے جلدی اپنے گھر کی طرف قدم بڑھایا۔ ابھی مشکل سے دو چار دس قدم گیا ہوگا۔ کہ اس کو کسی آدمی کی آواز سنائی دی۔ جو نہایت درد و یاس کے لہجہ میں کہہ رہا تھا "اے نادان! خوف مت کر بچے کو اپنے گھر لے جا"۔ مگر نورا اہمیت نہ دہ تھا، توجہ نہیں کی۔ کوئی آدمی بھی نظر نہیں آیا۔ اُس کے دل پر خوف طاری ہوا۔ معصوم بچے کی مدد نہ کرنا بھی سخت گناہ ہے۔ مگر باطل پہ پست وہمی جولاہے کو جس کے دل میں طرح طرح کے وسوسات بھرے تھے

پھر بھی تامّل ہُوا۔ اس نے آدمی کی آواز کو کسی فوق البشر یا روح کی صدا سمجھی۔ وہ وہاں سے بگٹٹ بھاگا۔ آواز نے بھی اس کا پیچھا کیا۔ آخر جب نورا نے دیکھا۔ کہ سوائے پیچھے پھرنے کے چارہ نہیں۔ وہ ڈرتا اور کانپتا ہُوا تالاب کے قریب آیا اور روتے ہوئے لڑکے کو گود میں لے کر کہنے لگا۔ ہائے کس بیدرد نے اس گوشت کے لوتھڑے کو اس بیرحمی سے یہاں پھینکدیا ہے۔ اُس غریب کو کیا خبر! کہ یہ بچہ کسی زمانہ میں علم روحانی کا زبردست معلم ہوگا۔ اور چھوٹے بڑے آشرم کے ملنے والے اس کے پاؤں پر اپنے سر کو جھکا دیں گے،

وہ بچہ کو لے کر گھر آیا نعمان بانجھ تھی، اس کے کوئی اولاد نہیں تھی۔ خوبصورت لڑکے کو گود میں پاکر اس کی خوشی کی انتہا نہیں رہی۔ اور یہ دونو اُسکو بڑے لاڈ پیار سے پالنے لگے۔ اور یہ لڑکا بعد کو کبیر کے نام سے موسوم ہُوا۔ عام طور پر یہ بات مشہور ہے، کہ کبیر کسی برہمن بیوہ کے لڑکے تھے۔ مگر اس میں کہاں تک سچائی ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے، ممکن ہے یہ سچ ہو یا جھوٹ ہو۔ حالانکہ ہم کبیر کو جولاہے ہی کا لڑکا باور کرتے ہیں، اور جہاں تک ان کی اپنی تحریر موجود ہے، اُن سے اس خیال کی تائید ہوتی ہے،

حیرت و تعجب کی بات یہ ہے، کہ ایک جولاہے کا لڑکا جس کو ہندو مسلمان دونوں ہی حقارت کی نگاہ سے دیکھنے کے عادی ہیں۔ اور تواریخ کے اُس زمانہ میں جب کہ ہندو مسلمان کے سایہ کا اپنے اوپر پڑجانا پاپ سمجھتے تھے۔ ایسا زبردست عالی دماغ اور نکتہ رس ہُوا۔ کہ بڑے بڑے سنسکرت دان عالم فاضل پنڈت اسکی شاگردی کا فخر کرنے لگے،

کبیر صاحب مادر زاد ولی تھے۔ اس بات کے یقین کرنے میں کسی کو تامل نہیں ہونا

چاہیئے۔ اُن کو نہ سنسکرت کا علم تھا، نہ ہندی کا۔ نہ کسی مدرسہ میں تعلیم ملی تھی، نہ اُپنشد و درشنوں کے ماہر تھے۔ تاہم جو بلند خیالات اس باریک بین فلاسفر و سنت کے دماغ سے برآمد ہوئے، وہ اس کی روشنضمیری اور باریک بینی کے کافی اور ضرورت سے زیادہ مضبوط ثبوت ہیں *

کبیر کسی خاص گرو کے شاگرد بھی نہ تھے، ایک دن صبح کے وقت وہ گنگا کے گھاٹ پر بچپن کے زمانہ میں لیٹے ہوئے تھے۔ رامانند جی سنان کے لیئے آرہے تھے۔ غلطی سے کھڑاویں کمسن لڑکے کے ہاتھ پر پڑگئیں اور وہ شدت درد سے رونے لگا صاحب کمال رامانند نے تشفی دیکر کہا "بیٹا رام رام کہہ درد ابھی اچھا ہوجائیگا"۔ اور کبیر خاموش ہوگئے یہی اُپدیش ہے۔ جو کبیر کو ملا تھا، یہی رام نام پرم منتر ہے، جو گرو نے اُن کو سکھایا تھا، اس کے سوا اور کسی تعلیم کا کہیں پتہ نہیں ملتا *

کبیر نے وشنوؤں کا تلک دھارن کرلیا، اور اپنے آپ کو رامانند کا چیلہ مشہور کیا۔ جب کہنے والوں نے رامانند کو خبر پہنچائی۔ وہ ناراض ہوئے۔ کبیر بلائے گئے، جرح کے سوالات شروع ہوئے، کبیر نے سادگی سے کہا "بھگون! آپ نے فرمایا تھا۔ بچہ رام رام کہہ۔ درد اچھا ہوجائے گا۔ اس سے بہتر اور کیا اُپدیش ہوسکتا ہے۔ مجھ کو آپ کے کلام میں وشواس ہے، میں جانتا ہوں۔ رام نام ایک ایسی دوا ہے، جس سے تینوں طرح کے تاپ دُور ہوسکتے ہیں۔ اگر میری سمجھ میں فتور ہو۔ تو آپ اصلاح کر دیجئے رامانند دھک سے رہ گیا۔ یہ راسخ الاعتقادی۔ گورو کے کلام میں ایسا زبردست وشواس سچ مچ ادھیکاری کی علامت ہے، اور اُس بزرگ وشنو نے خوشی سے کبیر کی پیٹھ ٹھونکی۔ اور اُن کو اپنا شاگرد تسلیم کیا *

یہاں اس بات کے کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ کہ اس سے پہلے نہ رامانند کسی کو اپنا شاگرد بناتے تھے، نہ سوا برہمنوں کے کوئی اُن کے پاس آنا جاتا تھا، چھوت چھات کا یہ حال تھا، کہ کوئی غیر شخص اُن کے برتن باسن تک کو بھی ہاتھ نہیں لگاتا تھا، وہ خود چوکا دیتے تھے، خود ہی پانی بھر لاتے تھے، اور پردہ میں بیٹھ کر رسوئی تیار کرتے تھے کبیر نے آتے ہی اُن کی وہم پرستی کے قلعہ کو وہ ضرب لگائی۔ کہ وہ پاش پاش ہو گیا اینٹ سے اینٹ بج گئی، ذات پات کی دیوار منہدم ہو گئی۔ اور وسیع انسانی اخوت کا دروازہ بلا تمیز قومیت کے ہر ایک شخص کے لئے کھل گیا۔ اور ہم دیکھتے ہیں۔ کہ رامانند کے ست سنگ میں رے داس چمار، سدن قصائی۔ گنگا طوائف پیپا راجپوت وغیرہ وغیرہ سب لوگ شریک ہو گئے، یہ سچ مچ بہت ہی بڑا معجزہ ہے۔ جو کبیر صاحب کی ذات سے ہوا،

کبیر بہت ہی کم سنی کے زمانہ میں رامانند کے شاگرد ہوئے تھے، وہ اپنے اصول کے اتنے پکے تھے، کہ ماں باپ کو سخت حیرت ہوتی تھی، کبیر کو کپڑے بننے کا بڑا شوق تھا۔ اور وہ بیجک کے بہت سے بھجنوں میں اپنے جولاہا ہونے کا فخریہ بیان کرتے ہیں۔ جس وقت سے وہ رامانند کی شاگردی میں آئے، اکثر کپڑوں کی قیمت وصول کر کے خیرات کر دیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے، وہ کپڑے کا تھان لئے ہوئے فروخت کر رہے تھے، ایک سادھو آیا۔ اور اپنی بے سروسامانی دکھا کر کپڑے کا طالب ہوا۔ کبیر نے آدھا تھان دینا چاہا۔ اُس نے کہا۔ کہ کافی نہ ہوگا۔ کبیر نے سب دیدیا۔ مگر دل میں ڈرے، ماں باپ ناراض ہونگے، اور خوف سے کہیں چھپ رہے، ایک بھگت جو اس راز سے

واقف تھا، ہر قسم کا سامان گاڑی میں لاد کر اُن کے گھر پر لایا۔ نعمان نے شور مچایا۔ شروع کیا، "لے جا اپنا مال اسباب کبیر آتا ہو گا۔ وہ کہتا ہے، جو کوئی حق حلال کی روزی نہیں کماتا، وہ مالک کا گنہگار ہے"۔ اتنے میں کبیر بھی آن پہنچے، اور ماں کی تسلی کی۔ اور وہ مال واسباب فقیروں کو تقسیم کر دیا۔ اس قسم کی ایک دو نہیں، بلکہ متعدد روایتیں زبان زدِ خلائق ہیں۔ جن سے کبیر کی با اصول زندگی کا پتہ لگتا ہے۔

کبیر بہت دنوں تک ایک خاص چبوترہ پر بیٹھ کر یوگ ابھیاس کرتے رہے، اس کا نام اب تک کبیر چورا ہے، اور بنارس میں ایک محلہ بھی اسی نام سے اس فقیر کی تعظیم میں آباد ہے۔

ابھیاس اور تپسیا کرنے کے بعد کبیر کو دیس چتانے کا خیال پیدا ہوا۔ وہ ہندو مسلمان دونوں کو نصیحت کیا کرتے تھے۔ اور دونوں کے لئے ایک مشترکہ مذہبی پلیٹ فارم بنانا چاہتے تھے، ہندوؤں کی باطل اعتقادی اور مسلمانوں کی وہم پرستی دونوں پران کے حملے برابر ہوتے رہے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بنارس کے پنڈت اور مولوی دونوں ناراض ہو کر بادشاہ کے ہاں فریادی ہوئے۔ سکندر لودھی کا عہد تھا، وہ خود بڑا متعصب مسلمان تھا، کیسے ممکن تھا، کہ کوئی شخص قرآن کے متعلق لعنت و ملامت کی زبان کھول سکتا۔ کبیر گرفتار ہو کر آئے۔ ان کو حکم دیا گیا، کہ بادشاہ سلامت کا آداب بجا لاؤ۔ کبیر نے کہا، "یہ سر صرف اس کے سامنے جھکتا ہے جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ کہتے ہیں سکندر کا مزاج سخت درہم برہم ہوا۔ اس نے پرہلاد بھگت کی طرح کبیر کو سزائیں دینی چاہیں، مگر کسی کی ہمت نہ پڑی۔ آخر اس نے معافی مانگی، اور ان کو بہت کچھ زمین و مال دینا چاہا۔ کبیر نے کہا

جا کی گانٹھی نام ہے تا کے ہیں سب ردّھ
کرجوڑے ٹھاڑھی سبھی آٹھ ساٹھ نو ندّھ

اور شاہی عطیات قبول کئے بغیر اپنے گھر واپس چلے آئے،

گورکھ۔ میرتقی وغیرہ کے ساتھ کبیر کے مباحثات بھی ہوئے ہیں۔ جن میں ان کو کبیر کی معقول پسندی تسلیم کرنی پڑی ہے،، ابوالفضل۔ آئین اکبری کے فاضل مصنف نے اپنی کتاب میں اشارۃً اس مباحثہ کا ذکر کیا ہے۔ اور فرشتہ نے بھی اپنی کتاب میں کچھ تذکرتاً اس مباحثہ کا ذکر کیا ہے،

کبیر کے تیرہ شاگرد تھے،

(۱) سُرت گوپال۔ شکھ ندہان کا مصنف اس کی اولاد اب اس زمانہ تک کبیر چورا بنارس۔ سادھی مٹھ، مٹھ جگن ناتھ، دوارکا کی بھی مہنتی کرتی ہے۔

(۲) بھگو داس۔ بیجک کا ترتیب دینے والا۔ اُس کی اولاد مقام دھنوتی میں مہنت ہے:

(۳) نرائن داس (۴) چورامن داس

یہ دونوں دھرم داس کے لڑکے ہیں۔ جو کبیر کا گورکھ (خاص) یعنی اُن کا چیلہ تھا، اس کی اولاد باندھو گڑھ کے مٹھ کے مہنت ہیں۔ یہ سب بنس گورو کہلاتے ہیں۔ اب صرف نارائن داس کے لڑکے مہنت مانے جاتے ہیں،

(۵) جگو داس۔ کٹک کے مٹھ کا مہنت تھا،

(۶) جیون داس۔ ست نامی پنتھ کا بانی۔

(۷) کمال داس۔ کبیر کا لڑکا بمبئی میں رہتا تھا،

۸۔ ٹاک سالی۔ برودا کا مہنت

۹۔ گیانی مجھتنی (سہرام) کا مہنت۔ جس کے سلسلہ میں دیگر فقراء مثلاً دریا صاحب وغیرہ ہیں۔

۱۰۔ صاحب داس کٹک کا مہنت۔ جو مُول پنتھ کا بانی ہُوا ہے۔

۱۱-۱۲۔ میتانند اور کملانند۔ یہ دونوں دکن میں اُپدیش دیا کرتے تھے۔

دھرم داس کبیر کا خاص چیلہ تھا۔ اس پر اُن کی بڑی مہربانی رہا کرتی تھی۔ اور یہ اُن کے خیالات کی اشاعت کا بہت بڑا ذریعہ ثابت ہُوا۔

کبیر صاحب کے خیالات متعدد کتابوں میں قلمبند ہیں۔ ان کی تعداد کثیر ہے، تاہم کبیر چورا کے مٹھ میں جو رسالے موجود ہیں، اُن کی فہرست حسب ذیل ہے۔

(۱) سکھ ندہان[^1] (۲) گورکھ ناتھ کی گوشٹی (۳) کبیر پنجی (۴) بلنج کی رینی (۵) رامانند کی گوشٹی (۶) آنند رام ساگر (۷) اشبداولی (۸) منگل (۹) بسنت (۱۰) ہولی (۱۱) ریختہ (۱۲) جھولنا (۱۳) کہروا (۱۴) ہنڈولا (۱۵) بارہ ماسہ (۱۶) چچپر (۱۷) چونتیسی (۱۸) الف نامہ (۱۹) رینی (۲۰) بیجک وغیرہ وغیرہ۔

ان کے سوا کبیر کی ساکھی یعنی دوہے بے شمار ہیں۔ جن کے مختلف مجموعے جابجا منتخب ہوکر چھاپے گئے ہیں۔ سب سے اچھا انتخاب رائے سالگ رام صاحب بہادر کا ہے، جو کہ سنت سنگرہ کے نام سے موسوم ہے۔ انکی خاص کتاب بیجک ہے۔

کبیر نے اپنی زندگی ہی میں کسطرح اپنے خیالات کی اشاعت ہندوستان کے کل حصوں میں کی تھی۔ اُن کے شاگردوں کے نام اور ان کی سکونت کے مقام پر

[^1]: انوراگ ساگر، انبھو ساگر، لوبک ساگر، اور ساگر وغیرہ بہت سی کتابیں اب آہستہ آہستہ چھپ رہی ہیں۔

غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اُن کی قوتِ ارادی غضب کی تھی۔ اور کبھی مخالفت و مزاحمت کا موقع نہیں ملا۔ کہ اُن کو ایک قدم بھی اپنے مَن کی پیروی میں پس پا کر دیتی۔ ہندو مسلمان دونو اُن کے مرید تھے۔ اُن کا طریق ایک خاص قسم کا تصوف تھا۔ جو ہندوؤں میں سینہ بسینہ چلا آیا تھا۔ اور اب بھی موجود ہے،

کبیر اپنے خیال کے کیسے پکے" و زبردست تھے۔ ان کی موت کے واقع سے واضح ہو گا۔ جب آپ بیمار پڑے۔ تو بنارس میں قیام رکھنے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ یہ عام طور پر مشہور ہے، کہ جو شخص بنارس میں چولا چھوڑتا ہے، وہ سورگ کو پراپت ہوتا ہے، جب یہ بات آخری وقت میں کبیر کے کان میں پڑی۔ آپ ہنسے سمجھا۔ کہ باطل پرستی ہندوؤں کے رگ و ریشہ میں داخل ہو گئی ہے، اس کو مرتے مرتے بھی ضرب لگانا چاہیئے۔ فرمایا میں یہاں نہ مرونگا۔ گھر میں مرونگا۔

جو کبیرا کاشی مرے تو رامے کون نہورا

چلو گھر چلیں +

اور اُس پرم سنت نے وہاں جا کر اپنے پران تیاگ کیئے، انکی لاش کے متعلق ہندوؤں اور مسلمانوں میں جھگڑا پیدا ہُوا۔ بجلی خاں سہرام کا پٹھان آستین چڑھا کر لڑنے کے لئے مستعد ہوا۔ ہندوؤں کو مُردہ لاش دینے سے اعتراض تھا۔ آخر جب نوبت لڑائی جھگڑے کی آ گئی۔ ایک شخص نے فریقین سے مخاطب ہو کر کہا، پہلے تم لاش کو دیکھ لو۔ پھر آپس میں لڑو جس وقت چادر اٹھا کر دیکھا گیا۔ تو لاش غائب۔ صرف چند پھول ڈھکے ہوئے ملے چلو بہت اچھی چل گئی تھی۔ فریقین نے پھول تقسیم کر لئے۔ ہندوؤں نے چلایا

مسلمانوں نے دفن کیا۔ اور حافظ کا کلام لفظ بہ لفظ کبیر صاحب کے متعلق سچا ثابت ہوا ہ

چناں ذی حافظا در عالم فانی پس از مردن
مسلماناں بزمزم شوید و ہندو لبسوزاخت

۲۔ تعلیم

کبیر کی تعلیم گوتم بدھ کی طرح بہت واضح ہے، یہ شخص بھی ایک نئی وضع کا موجد ہوا ہے، سنسکرت کو علماء کی میراث سمجھ کر انہوں نے ہندی کو اپنے خیالات کی اشاعت کا آلہ بنایا، ایک موقعہ پر کبیر صاحب کہتے ہیں۔

سنسکرت کوپ جل۔ بھاشا بہتا نیر
بھاشا ست گرو سہت ہے ست من گھر گھبیر

اس میں شک نہیں۔ عوام کے دلوں میں پہنچنے کے لئے سنسکرت کبھی مفید نہیں ہوسکتی۔ جسقدر ہندی کارآمد ثابت ہوگی،

اب ہم ذیل میں اختصار کے ساتھ کبیر کی روحانی و مذہبی تعلیم کا خاکہ خود اُن کے لفظوں میں کھینچتے ہیں۔

۱۔ ایشور دیا یک ہے

۱۔ جیوں نینوں میں پوتلی تیوں مالک گھٹ ماہنہ
مورکھ لوگ نہ جانئے باہر ڈھونڈن جاہنہ

۲۔ جیوں تل ماہیں تیل ہے جیوں چکمک میں آگ

تیرا مالک تجھ میں جاگ سکے تو جاگ

۳- پوہپ مدھیہ جیوں باس ہے بیاپ رہا جگ ماہنہ
اسنتوں ماہیں پایئے اور کہوں کچھ ناہنہ

۴- جاکارن جگ ڈھونڈھیا سو تو ہردے ماہنہ
پردا دیا بھرم کا تا سے سوجھے ناہنہ

ترجمہ- (ا رتھ) جیسے آنکھ میں پتلی ہے، ویسے ہی مالک دل میں ہے، مگر نادان اس کو نہیں جانتے۔ باہر تلاش کرتے ہیں۔

(۲) جیسے تل میں تیل رہتا ہے، اور جیسے چقماق میں آگ رہتی ہے ویسے ہی تیرا مالک تیرے اندر ہے، اگر تجھ کو جاننا ہے۔ تو جان لے۔

(۳) جیسے پھول میں خوشبو رہتی ہے، ویسے ہی مالک کل دنیا میں محیط ہے، لیکن اگر وہ کہیں ملتا ہے، تو سنتوں کے ست سنگ میں ملتا ہے۔ اور کہیں نہیں،

(۴) جس کی جستجو میں ہم در بدر پھرتے رہے، وہ ہمارے دل میں ہے، صرف بھرم کا پردہ پڑا ہے، اس سے نظر نہیں آتا تھا،

۲- وحدت پرستی

۱- پتی ورتا کے ایک ہے وبھچارن کے دوئے
پتی ورتا وبھچارنی کیوں کر میلا ہوئے

۲- پتی ورتا کو سکھ گھنا جا کے پتی ہے ایک
من میلی وبھچارنی جا کے کھسم اینک

۳- کبیر سیپ سمندر کی رٹے پیاس پیاس
اور بوند کو نا گھنے سواتی بوند کی آس

۴- پتی ورتا میلی بھلی کالی کچیل کوروپ
پتی ورتا کے روپ پر واروں کوٹ سروپ

۵- پتی ورتا میلی بھلی گلے گانچ کی پوت
سب سکھیں میں یوں دپے جیوں ربی ششی کی جوت

۶- پتی ورتا وبھچارنی اک مندر میں باس
یہ رنگ راتی پیو کی وہ گھر گھر پھرے اُداس

۷- اونچی ذات پپیہرا پیئے نہ نیچا نیر
اندر کے سُرپت کو جا پنچیے کے سکھ سہے شریر

۸- بڑھ پپہیا سر شدی لگا بدہک کو بان
مکہ موندے سرت گگن میں نکس گئے یوں پران

۹- پپہیا پن کو نا تجے تجے تو تن بے کاج
تن چھانڈے تو کچھ نہیں پن چھانڈے ہے لاج

۱۰- چاترک سُت ہی پڑھا دیں اینہ نیر مت ملے
مم کل اِھی ریت ہے سواتی بوند چت دے

ترجمہ:- موحد ایک مالک کی پرستش کرتا ہے، مشرک دیوتاؤں کو اپنا معبود بناتا ہے، موحد اور مشرک میں اتفاق ہونا غیر ممکن ہے،
(۲) موحد کو زیادہ سُکھ ہے، کیونکہ اس کا معبود ایک ہے، مشرک کا

دل میلا ہوتا ہے، کیونکہ اس کے معبود بہت ہوتے ہیں۔

۳۔ اے کبیر! سمندر کی سیپ پیاس کی وجہ سے بے قرار ہے، مگر پھر بھی اور پانی نہیں پیتی، کیونکہ اُس کو سوانتی کی بوند کی تلاش ہے،

۴۔ موحد چاہے بدصورت ہو۔ سیاہ فام ہو، میلا ہو۔ پھر بھی اس پر ہزاروں مشرکوں کو نثار کرنا چاہیئے۔ (۵) موحد چاہے میلا ہو۔ اس کے جسم پر کوئی لباس آرائشی نہ ہو۔ تاہم تمام آدمیوں میں وہ اسطرح زینت پاتا ہے، جیسے ستاروں کے مجمع میں سورج و چاند کی روشنی۔

(۶) موحد و مشرک ایک مکان میں رہتے ہیں۔ یہ تو اپنے مالک کی یاد میں مست ہے، وہ در در اُداس ہو کر مارا مارا پھرتا ہے،

(۷) پپیہا حسب و نسب کا اونچا ہے، دوسرا پانی کبھی نہیں پیئے گا۔ یا تو اندر کو دیکھتا رہے گا۔ یا تکلیف برداشت کرے گا۔ پپیہا پیاس سے گھبرایا ہوا تھا، صیاد بے رحم نے تیر مارا۔ وہ گنگا میں گرا۔ لیکن اس کو سوانتی کے بوند کا عشق تھا۔ منہ موندے ہوئے گرا۔ آسمان کی طرف نگاہ تھی۔ اور اس طرح جان نکل گئی۔ پپیہا اپنے عہد کو نہیں توڑتا۔ کیونکہ یہ جسم پھر بے کام ہو جائے گا۔ جسم کے برباد ہونے سے نقصان نہیں ہے، لیکن عہد کا ٹوٹ جانا شرم کی بات ہے،

۱۱۔ پپیہا اپنے لڑکے کو پڑھاتا ہے، کہ خبردار دوسرا پانی نہ پینا۔ ہمارے خاندان کا خاصہ ہے، وہ سوانتی کی بوند کے سوا اور کسی پانی کا تصور نہیں کرتے

کیسا اچھا کلام ہے، کیسی اچھی بندش ہے، وحدت پرستی و توحید کی ایسی تعلیم کہاں ملے گی۔ ایک ایک ساکھی میں غضب کا زور بھرا ہوا ہے، نویں دوہے کے

مضمون پر ذرا غور فرمائیے۔ پپیہا سوانتی کے بوند کا عاشق برسوں پیاس کا مارا
پی پی کرتا ہوا آسمان میں منڈلا رہا ہے، ایک تو یونہی پیاس کی شدت تھی
دوسرے بے رحم صیاد نے تیر چلا دیا۔ غضب ہو گیا۔ زخم نے پیاس کی
حرارت کو اور تڑپا دیا۔ زخمی ہو کر غریب نیچے گرا۔ نیچے گنگا کا مقدس پانی جس
کو لوگ پران موکش دینے والا کہتے ہیں۔ بہہ رہا تھا۔ پپیہا پیاس سے گھبرا یا تھا۔ سوچا
ایسا نہ ہو۔ کہ گنگا کا پانی حلق سے نیچے اُتر جائے۔ اور اس کے عہد میں فرق آوے
فوراً منہ کو بند کئے ہوئے دریا میں گرا۔ مگر آنکھ آسمان کی طرف تھی۔ سوانتی
بوند کا تصور آخر دم تک بنا رہا ہے، اور اس طرح اس نے وفات پائی۔ یہ
عشق صادق اور سچے پریم کی تصویر ہے۔ یہ توحید کا مؤثر نقشہ ہے۔

سمرن

مالک کی یاد کس طرح کی جائے؟ اس سوال کے جواب میں کبیر صاحب فرماتے ہیں:-

۱۔ دُکھ میں سمرن سب کرے۔ سکھ میں کرے نہ کوئے
جو سُکھ میں سمرن کرے تو دُکھ کاہے کو ہوئے

۲۔ سُکھ میں سمرن نہ کیا۔ دُکھ میں کیا یاد
کہیں کبیر تا داس کی کون سُنے فریاد

استھر۲ دل ۳۔ سُکھ کے ماتھے سِل پڑے جو نام ہردے سے جائے
بلہاری وا دُکھ کی جو پل پل نام رٹائے

۴۔ سمرن کی سُدھ یوں کرو۔ جیسے کامی کام
ایک پلک بسرے نہیں نس[۳] دن آٹھوں[۴] جام

۳ رات ۴ پہر

۵۔ سمرن کی سُدھ یوں کرو۔ جیوں گاگر[۵] پنہار[۶]
ہائے ڈولے سرت[۷] میں۔ کہیں کبیر وچار

۵ گھڑا ۶ پانی بھرنیوالی ۷ روح

۶۔ سمرن کی سُدھ یوں کرو۔ جیوں سُرہی[۸] ست[۹] مانہہ
کہیں کبیر چارا چرت۔ بسرے کب ہوں نانہہ

۸ گاؤ ۹ بچہ

۷۔ سمرن کی سُدھ یوں کرو۔ جیسے دام کنگال
کہیں کبیر بسرے نہیں۔ پل پل لیت سنبھال

۸۔ سمرن سے من لائیے۔ جیسے ناد[۱۰] کرنگ[۱۱]
کہیں کبیر بسرے نہیں۔ پران تجے تے ہی سنگ

۱۰ راگ ۱۱ ہرن

۹۔ سمرن سے من لائیے جیسے دیپ[۱۲] پتنگ[۱۳]
پران تجے چھن ایک میں۔ جرت نہ موڑے انگ

۱۲ چراغ ۱۳ پروانہ

۱۰۔ سمرن سے من لائیے۔ جیسے کیٹ[۱۴] بھرنگ[۱۵]
کبیر بسارے آپ کو۔ ہوئے جائے تنے ہی رنگ

۱۴ کیڑا ۱۵ بھرنگی مکھی

۱۱۔ سمرن سے من لائیے۔ جیسے پانی میں مین[۱۶]
پران تجے پل بچھڑے۔ ست کبیر کہے دین

۱۶ مچھلی

۱۲۔ سمرن سرت لگائے کر۔ مکھ سے کچھ نہ بول
باہر کے پٹ دیئے کر۔ انتر کے پٹ[۱۷] کھول

۱۷ پردہ

۱۳۔ مالا پھیرت من خوشی۔ تاسے کچھو نہ ہوئے

۱۸ روشن — من مالا کے پھیرتے ۔ گھٹ اُجیارا ہو نہ ئے

۱۴- مالا پھیرت جُگ بھیا ۔ پھیرا نہ من کا پھیر

۱۹ مالا — کر کا منکا ڈار دے ۔ تو من کا منکا پھیر

ترجمہ :- (۱) ہر شخص کو مالک کی یاد دُکھ میں آتی ہے، مگر سُکھ میں کوئی اس کو یاد نہیں کرتا ۔ اگر سُکھ میں یاد کرے ۔ تو پھر دُکھ ہی کبھی نہ ہو (۲) سکھ میں تو یاد نہیں کیا ۔ دُکھ میں یاد کر رہے ہیں ۔ کبیر کہتے ہیں ۔ ایسے داس کی فریاد کون سنتا ہے ؛ (۳) ہم ایسے سُکھ کو نہیں چاہتے ، جس کی وجہ سے مالک کا نام بھول جائے ، پتھر پڑیں ایسے سُکھ پر ، ہم تو اُس دُکھ پر قربان ہیں ۔ جو دم دم پر مالک کی یاد دلاتا ہے ، (۴) تم مالک کو اس طرح یاد کرو ۔ جس طرح شہوت پرست کو اپنے معشوق کا خیال رہتا ہے ، کبیر کہتے ہیں ۔ یہ شخص رات دن بلکہ آٹھوں پہر اپنے معشوق کو نہیں بھولتا ۔ (۵) مالک کی یاد اس طرح کرو ۔ جیسے پانی بھرنے والی کماری سر پر دو چار گھڑے رکھے ہوئے جا رہی ہے ، راہ میں اپنی سہیلیوں سے ہنسی ٹھٹھا بھی کرتی جاتی ہے ، لیکن اس کا خیال گھڑوں پر ہے ، وہ ہلتی ڈولتی بھی ہے ، لیکن ایک لمحہ کے لئے بھی گھڑوں کا خیال دل سے دور نہیں کرتی ، اس بات کو کبیر وچار کر کہتے ہیں (۶) مالک کی یاد اس طرح کرو ۔ جیسے گائے اپنے بچے کا دھیان رکھتی ہے ، وہ فاصلہ پر چارہ چر رہی ہے ، بچھڑا کھونٹے سے بندھا ہے ، لیکن کیا مجال کوئی اس کے پاس تو چلا جائے ، گائے چارہ چرتے ہوئے بھی اس کا خیال رکھتی ہے ، اور جہاں کوئی اس کے نزدیک آیا ۔ وہ اس کے مارنے کو دوڑ آتی ہے ، کبیر کہتے ہیں ۔ کہ وہ اس کو اس حالت میں بھی نہیں بھولتی (۷) مالک

کی یاد اس طرح کرو۔ جیسے مفلس کنگال اپنے روپیہ پیسہ کا دھیان رکھتا ہے، کبیر کہتے ہیں۔ وہ اس کو ذرا بھی نہیں بھولتا۔ پل پل اسی کا خیال رکھتا ہے، (۸) مالک کی یاد میں تم ایسے محو ہو جاؤ۔ جیسے بین کے راگ کو سنکر ہرن مست ہو جاتا ہے، اور بے رحم شکاری اس کو مار دیتا ہے، کبیر کہتے ہیں۔ وہ راگ کو نہیں بھولتا۔ اسی کے ساتھ جان دے دیتا ہے، (۹) مالک کی یاد میں ایسے محو ہو جاؤ جیسے پروانہ شمع کی روشنی کو اپنی ہستی میں بھلا دیتا ہے، تڑپ کر دم کے دم میں شمع پر گرتا ہے، اور جلتے ہوئے اپنے جسم کو نہیں سنبھالتا، (۱۰) مالک کی یاد میں تم اس طرح محو ہو جاؤ۔ جیسے کیٹ اور بھرنگی کا حال ہوتا ہے، بھرنگی کسی کیڑے کو لا کر اپنے چھتے میں اس کو ڈنک مار کر بند کر جاتی ہے۔ کیڑا خوف میں رہتا ہے، ایسا نہ ہو۔ بھرنگی پھر آ کر مجھ کو ڈنک مار جائے اس طرح دن اور رات بھرنگی کا دھیان کرتے ہوئے وہ اپنی شکل کو بھول جاتا ہے اور قوت قصور کی وجہ سے خود بھرنگی کی شکل کا بن کر چھتے کو پھوڑ کر نکل جاتا ہے اور اسی کے رنگ کا نظر آتا ہے، کبیر کہتے ہیں۔ کہ تم اسی کیڑے کی مثال سے فائدہ اٹھا کر اسی طرح مالک کی یاد کرو۔ اور اپنے آپ کو تو بھول جاؤ۔ اور اس کا رنگ تم پر چڑھ جائے۔ (۱۱) مالک کی یاد تم اس طرح کرو۔ جیسے مچھلی کو پانی کے ساتھ تعلق ہوتا ہے، ایک لمحہ کے لئے بھی مچھلی کو پانی سے جدا کر دو۔ اور وہ تڑپ کر جان دے دیگی، تم بھی اس کی یاد سے ایسا گہرا تعلق پیدا کرو۔ کبیر نے تم سے سچ سچ کہہ دیا ہے (۱۲) مالک کی یاد میں اپنے روح کو گاڑ دو۔ منہ سے کچھ نہ بولو۔ باہر کے پردوں کو کھول دو۔ اندرونی پردوں کو اٹھا دو۔ (۱۳) سنو مالا پھیرنے سے گو تمہارا من خوش ہو۔ لیکن اس سے کچھ نفع نہ ہوگا۔ من کی مالا پھیرنے سے تم روشن ضمیر بن جاؤ گے۔ (۱۴) سنو مالا

پھیرتے پھیرتے مُدتیں گزر گئیں۔ لیکن دل کے وسوسے دُور نہیں ہوئے۔ اس لئے تم ہاتھ کی مالا تو پھینک دو۔ من کی مالا کا جاپ کرو۔

کرنی (عمل)

جو لوگ محض زبانی جمع خرچ میں پھنس کر عمل و شُغل کے کام سے کتراتے ہیں کبیر صاحب ان کو بہت اچھا نہیں کہتے، وہ فرماتے ہیں۔ کرنی ضرور کرنی چاہئیے جب تک کرنی کا خیال نہ ہوگا۔ کام بننا مشکل ہے، اُن کے کلام اس بارہ میں حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ کتھنی میٹھی کھانڈ سی کرنی وِش[1] کی لوئے
کتھنی سے کرنی کرے تو وِش سے امرت ہوئے
۲۔ کتھنی کے سُورے گھنے تھوتھے باندھے تیر
پریم کے چوٹ جن کے لگی۔ تن کے بیکل شریر
۳۔ کرتی بِن کتھنی کتھے۔ اگیانی دن رات
کوک[2] سم بر سَت[3] پھرے سنی سنائی بات
۴۔ کوئی بِن کتھنی کتھے کو کرلے نہ سوئے
باتوں کے پکوان سے دھَاپا[4] یا ناہیں کوئے
۵۔ پڑھ گن کے سمجھاویں۔ من میں دھارے دھیر
روٹی کا سنسئے[5] پڑا۔ یوں کتھ نہیں کبیر

[1] زہر
[2] کتا
[3] بھونکنا
[4] آسودہ ہونا
[5] فکر

۶۔ پانی ملے نہ آپ کو اورت بخشت شیر
اپن من نسچل نہیں ۔ اور سبدھا ونت وھیر
۷۔ جیسی مُکھ سے نکسے ۔ تیسی چالے نا نہہ
منش نہیں وہ ، سوان گت باندھا جم پور جانہہ
۸۔ کتھنی بڈلی چھانڈ کر کرنی سون لولائے
نر کو نیر پلائے بن ۔ کبھوں پیاس نہ جائے
۹۔ کرنی کرے سو پُتر ہمارا ۔ کتھنی کتھے سو ناتی
رہنی رہے سو گرد ہمارا ہم رہنی کے ساتھی

کتنا
زبانی

ترجمہ :۔ (۱) باتیں بنانا شکر کی طرح میٹھا ہے ۔ لیکن کرنا زہر ہے ۔ اگر زبانی جمع خرچ کو چھوڑ کر انسان کرم کرنے لگے ۔ تو زہر بھی امرت ہو جاتا ہے ، (۲) بات بنانے والے سُورما دنیا میں بہت ہیں ۔ لیکن ان کے تیر تیز نہیں نکلتے ہیں ۔ اور ہمیشہ بے اثر رہتے ہیں ۔ لیکن جن کو پریم کی چوٹ لگی ہے ، ان کا سارا شریر بیکل رہتا ہے ۔ (۳) جو کوئی نہیں کرتے ، صرف بات بنایا کرتے ہیں ۔ وہ رات اور دن ہمیشہ و ہر وقت اگیانی (اندھے) ہیں ۔ صرف کتوں کی طرح بھونکتے ہوئے سُنی سُنائی باتوں کو پلیٹ فارم پر آ کر سناتے رہتے ہیں (۴) جو بغیر کرم کئے ہوئے محض باتیں بناتا رہتا ہے ، اس کو گرد کا پد (اتم پد) نہیں مل سکتا ۔ کیونکہ باتوں کے پکوان سے کسی کی بھوک نہیں جاتی ، (۵) دوسروں کو تو خوب اچھی طرح پڑھ گن کے سکھلاتے ہیں ۔ لیکن اپنے من کو شانتی نہیں ہے ، نہ صبر و قرار ہے ، اس کا سبب یہ ہے ، کہ تمام لیکچر بازی روٹیوں کے لئے ہے ، پیٹ کی وجہ سے یہ سوانگ رچا گیا ہے ، ورنہ اس کی اصلیت کچھ نہیں ہے ، کبیر

اس کو اسی طرح کہتے ہیں۔ (۶) آپ کو تو پانی بھی میسر نہیں۔ دُوسروں کو دُودھ بخشتے رہتے ہیں۔ اپنا من قابو میں نہیں۔ دوسروں کو ہدایت کرتے ہیں۔ کہ من کو قابو میں رکھو (۷) جیسا زبان سے نکلتا ہے ویسا اگر عمل نہیں کیا جاتا، تو (سمجھ لو) وہ شخص کتے کی چال چل رہا ہے، اور جم پور کو باندہا ہوا جائے گا۔ (۹) اس لئے زبانی جمع خرچ کو چھوڑ کر عمل، شغل کی طرف توجہ کرو۔ کیونکہ بغیر پانی پیئے انسان کی پیاس نہیں بجھتی، (۱۰) جو کرنی (عمل) کرتا ہے، وہ ہمارا بیٹا ہے، جو باتیں بناتا ہے، وہ ناتی (نواسہ) ہے، جو رہنی رہتا ہے، وہ ہمارا گرو ہے۔ اور ہم رہنی کے ساتھی ہیں۔

پتر باپ سے زیادہ قریب ہے، بمقابلہ نواسہ کے۔ رہنی سے مراد یہ ہے، کہ انسان کرم کرتا ہوا اس کو کچھ اہمیت نہ دے۔ بلکہ شبہ کرم اس کے انگ سنگ رہیں۔ یہ گرو کا درجہ ہے، اور اس طرح کرم کرنا مہاتماؤں کا کام ہے۔ کرم کیا جاتا ہے مگر اس میں کچھ بندھن نہیں، نہ اس کے پھل کی خواہش ہے، نہ کامیابی ناکامیابی کا خیال ہے، کرم اس وجہ سے کیا جانا ہے، کہ کرم کرنا ضروری ہے وہ ایک معمولی بات ہے۔ اس طرح جو کرم کرتے ہیں۔ وہ دُکھ سُکھ دونوں میں سے کسی کے بھاگی نہیں ہوتے۔ نہ سنسار اُن کو ستاتا ہے، وہ اس طرح کام کرکے بھوساگر پار کر جاتے ہیں، اور اُتم پد کو پراپت ہوتے ہیں۔ جو اس طرح رہنی رہتے ہیں، اُن کی نسبت کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ وہ ہمارے گرو ہیں۔ اور ہم ان کی رہنی کے ساتھی ہیں ❖

❖ ❖ ❖

ویراگ

کبیر صاحب جھوٹے ویراگ کے ہمیشہ برخلاف تھے، آدمی ویراگ کی اصلیت کو سمجھے بغیر گھر سے باہر قطع تعلق کر کے گمراہ ہو جاتا ہے، سنت اُس تیاگ کو غلط اور فضول بتاتے ہیں۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اصلی تیاگ اور اصلی ویراگ گرہست آشرم میں رہ کر بھی ہو سکتا ہے، اس کے دو ایک دوہے مثال کے طور پر یہاں قلمبند کئے جاتے ہیں:-

(۱) دھارے تو دوا¹ ؤ بھلے ۔ گرہی² کے ویراگ
گرہی واسا تن کرے ۔ ویراگی انوراگ

¹ دونو ² گرہست

(۲) جان بوجھ جڑ ہو رہے بل تج نربل ہوئے
کہیں کبیر تا داس کو گنج نہ سکے کوئے

ترجمہ:- (۱) جس کو دھارن کرنا آتا ہے، اُن کے لئے گرہستی بننا یا ویراگی ہونا دونوں ہی اچھے ہیں (یعنی ایسے لوگ گرہست و ویراگ دونوں کا کام کر سکیں گے) گرہستی کو چاہیئے۔ کہ وہ من کا غریب بن کر پرماتما کا پریم جگایا کرے۔ اور ویراگ میں انوراگ زیادہ ہو (دونوں کے مقصد ایک ہی ہیں، بالکل فرق نہیں ہے گرہستی اگر اپنے آپ کو بندھن میں رکھتا ہے، تو وہ اصلی گرہستی نہیں ہے، نہ گرہست آشرم کا یہ مقصد ہے، اسی طرح اگر ویراگی بندھن والا ہے، تو اس کے لئے ویراگ کا ڈھینگ مارنا فضول ہے، دونوں حالتیں ایک غرض کی طرف رہبری کرتی ہیں یعنی

دونوں میں مالک کا پریم پیدا ہو۔

(۴) جان بوجھ کر جڑھ ہو رہو گیان وان ہو کر اپنی ودیا کا اہنکار نہ کرو بل وان ہو کر نربل کی حالت اختیار کر رکھو (یعنی) اس طرح کا چال چلن اختیار کرو کہ کسی کو تم سے دُکھ نہ پہنچے، نہ کسی پر زبردستی ہو) کبیر کہتے ہیں، ایسے داس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا،

یہ اصلی ویراگ کا روپ ہے، اور ہماری دانست میں اس سے بہتر اور معقول تر تعلیم بھی ویراگ کے معاملہ میں شائد ہی کسی نے دی ہو گی۔

شیل

کبیر صاحب اپنے کلام میں "شیل" پر بہت زور دیتے ہیں۔ تہذیب نفس اور اخلاق کا دارومدار ہی "شیل" پر ہے۔ کہ "شیل" سنسکرت میں جامع لفظ ہے، اس کا ترجمہ اُردو میں کرنا مشکل ہے، "شیل" مروت ہے، "شیل" اخلاق نفس کی ترکیب ہے، "شیل" اعلیٰ درجہ کی انکساری ہے جو مخصوص دولتمند اور طاقت وردل سے اُمید کی جاتی ہے، کیونکہ اگر کوئی ایسا شخص جس میں نہ طاقت ہے، نہ رسوخ ہے، نہ دولت ہے، "شیل" کا دم بھرے، تو وہ غلط ہو گا، کبیر صاحب فرماتے ہیں:۔

(۱) گھاٹل اور گھاوتے۔ ٹوٹے نیا گی کوئے　　۱۔ نقصان

بھرجوبن میں شیل وَنت کوئی برلا ہوئے تو ہوئے　　۲۔ شاذ

۲۔ گیانی۔ دھیانی، سنجمی۔ دانا۔ سورا نیک

چھپیا تپیا بہت ہیں۔ شیل ونت کوئی ایک

۳۔ سکھ کا ساگر شیل ہے کوئی نہ پاوے تھاہ"

شبد بنا سادھو نہیں۔ دربیہ بنا نہیں شاہ

ترجمہ :- (۱) زخم پر زخم لینے کو تیار رہنے والے۔ نقصان کے وقت تیاگ کے مسئلے پر عمل کرنے والے اور جوانی (دولت۔ عزت) کے وقت شیل کے اصول پر چلنے والے شاذ لوگ ہوا کرتے ہیں۔ (۲) گیانی۔ دھیانی۔ سنجمی۔ سخی دلیر بہت ہیں۔ جپ کرنے والے تپ کرنے والے (بھی) بہت ہیں، مگر شیل ونت کوئی خاص ہی شخص ہوتا ہے۔ (۳) سکھ کا سمندر شیل ہے، اُس کی تھاہ نہیں ملتی، جیسے شبد (ابھیاس) کے بغیر کوئی پورا سادھن کرنے والا نہیں ہو سکتا، نہ بغیر دولت کے امیر کہلایا جا سکتا ہے، (اسی طرح جس میں شیل نہیں ہے، وہ سکھی بھی نہیں ہوتا)

سنتوش

سنتوش قناعت کو کہتے ہیں۔ لیکن اس کے معنی یہ کبھی نہیں ہیں۔ کہ آدمی خود کام نہ کرے، اوروں کا محتاج رہے، سنتوش کا مطلب یہ ہے، کہ آدمی اپنے ہاتھ پاؤں ہلاوے، جو کچھ ملے، اس پر شاکر رہے، اوروں سے کچھ نہ مانگے۔ یہ قناعت ایک قسم کی خودداری اور اپنے پرمشار تھ پر بھروسہ رکھنے کی عادت ہے اگر انسان میں ایک قسم کا سنتوش ہے۔ تو وہ قابل تعریف ہے، اس کے سوا جس کو سنتوش کہا جاتا ہے، وہ اپاہج پنا ہے، جو ہمیشہ معیوب

ہے ، کبیر صاحب فرماتے ہیں :-

(۱) آب گئی ۔ آدر گیا ۔ نینوں گیا سنیہہ ۔ ۱ عزت ۲ شرم

یہ تینوں تب ہی گئے ۔ جب ہی کہا کچھ دیہہ

(۲) مانگن گئے سو مر رہے ۔ مرے جو مانگن جاہنہ

تن سے پہلے وہ مرے جو ہوت کرت ہیں ناہنہ

(۳) مانگن مرن سمان ہے ۔ مت کوئی مانگے بھیکھ

مانگن سے مرنا بھلا ۔ یہ ستگور کی سیکھ

(۴) چاہ مٹی چنتا گئی ۔ منوا بے پرواہ

جن کو کچھو نہ چاہیئے ۔ سوئی شہنشاہ

ترجمہ :- (۱) جب کسی نے کسی سے کسی چیز کا سوال کیا ، اُسی وقت اُس کی عزت و حرمت جاتی رہی ۔ اور آنکھوں کا پانی گر گیا ، (۲) جو مانگنے گئے ۔ وہ مر رہے ، جواب مانگنے جائیں گے ، وہ مر رہے ۔ ان دونوں سے پہلے وہ مرتے ہیں جو ہوتے ہوئے "نہیں" کرتے ہیں ۔ اس کا مطلب یہ ہے ۔ جو کوئی مانگتا ہے ، اپنے آتما ، اپنے بل اور پُرشارتھ پر بھروسہ نہیں رکھتا ۔ وہ سچ مچ اپنے آپ کو موت کے منہ میں ڈالتا ہے ، کیونکہ مانگنا حد درجہ کی کمزوری بُزدلی دو دن ہمتی ہے ، (۳) اس لئے کوئی شخص بھیکھ کبھی نہ مانگے ، کیونکہ مانگنا مرنے کے برابر ہے ، گورو کی یہ تعلیم ہے ۔ کہ جو مانگتا ہے ، وہ مُردہ ہے ، اس میں زندگی نہیں ہے ، مانگنا مرنا اصل میں ایک معنی رکھتا ہے (۴) خواہش کو دبا دو فکر مغلوب ہو جائے گی ، دل بے پروا ہو جائے گا ۔ جس میں کوئی خواہش نہیں

ہوتی۔ وہی دراصل شہنشاہ ہے۔

غصّہ

غصہ انسان کو صرف حفاظت خود اختیاری کے لئے دیا گیا ہے، یہ اس کا استعمال ہے، لیکن اس کے علاوہ جو شخص ہمیشہ غصہ کی آگ میں جلا کرتا ہے وہ بُرا کرتا ہے، غصہ بربادی کی یقینی علامت ہے، غصہ ور کے لئے کہیں دشمن کے تلاش میں جانے کی ضرورت نہیں، وہ خود آپ اپنا دشمن ہے، جس نے غصہ کو جیت لیا۔ اس نے جگت کو جیت لیا،

پھر اس کا کوئی دشمن نہیں رہا۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔

(۱) یہ جگ کوٹھی کاٹھ کی۔ چہوندس[۱] لاگی آگ
بھیتر رہے سو جل مرے۔ سادھو نہ کسے بھاگ

(۲) کرودھ اگنی گھر میں بڑھی جلے سکل سنسار
دین لین رنج ہگتی میں۔ رتن کے نکٹ اُبار

(۳) گار انگار کرودھ جھل[۲]۔ نندیا دھواں ہوئے
ان تینوں کو پرہرے سادھ کہاوے سوئے

(۴) آوت گالی ایک ہے۔ اُلٹت ہوئے انیک
کہیں کبیر نہیں الٹئے وہی ایک کی ایک

(۵) جگ میں بیری کوئی نہیں۔ جو من سیتل ہوئے

[۱] چاروں طرف
[۲] شعلہ

یہ آپا تو ڈال دے ۔ دیا کرے سب کو سئے

۶ ۔ کوٹل بچن سب سے بُرا ۔ جا کرے تن چھار
سادہ بچن جل روپ ہے ۔ برسے امرت دھار

۷ ۔ بولی تو انمول ہے ۔ جو کوئی جانے بول
ہر دئیے تراز و تول کر ۔ تب مکھ باہر کھول

۸ ۔ شیتل شبد اُچاریئے ۔ آہم آنیئے نا نہہ
تیرا دشمن تجھ بیں ۔ پریتم بھی تجھ ماںہہ

ترجمہ :- (۱) یہ دنیا لکڑی کا انبار ہے، اس میں چاروں طرف آگ جل رہی ہے، جو کوئی اس کوٹھی کے اندر جل گیا ۔ صرف سادھو بھاگ کر نکل گئے، (۲) غصہ کی آگ گھر میں بڑھ گئی ۔ تمام جہان جل رہا ہے، جو پرماتما کی بھگتی میں لین ہیں ۔ صرف ان کے پاس سلامتی ہے ۔ (۳) گالی انگارہ ہے، غصہ شعلہ ہے، غیبت (چغلی) کرنا دھوآں ہے، جو ان تینوں کو چھوڑ دیتا ہے، وہی سادھو ہے ۔ (۴) گالی آتے ہوئے ایک رہتی ہے ۔ مگر اُلٹنے پر (آواز باز گشت کی طرح) وہ انیک ہو جاتی ہے، کبیر صاحب کہتے ہیں ۔ اگر یہ نہ الٹی جائے ۔ تو ایک کی ایک ہی رہے (۵) اگر انسان کا من سیتل ہے، تو پھر جگت میں اُس کا کوئی دشمن نہیں ہے، تو خود بینی کو دور کر دے ۔ آپ ہی سب تیرے اوپر دیا کرنے لگیں گے، (۶) بُری باتیں سب سے زیادہ خراب ہوتی ہیں ۔ یہ تمام جسم کو جلا کر خاک کر دیتی ہیں ۔ لیکن سادھو کی باتیں ٹھنڈے پانی کی خاصیت رکھتی ہیں ۔ جن سے امرت کی دھار بہتی رہتی ہے، (۷) بولی کی کوئی قیمت نہیں ہے

بشرطیکہ کوئی بولنا جانتا ہو۔ پہلے اپنے دل کے ترازو میں بات کو تول۔ تب منہ کو کھول (۸) منہ سے سیتل پانی باہر نکالو۔ غصہ اور غرور کو دور کر دو۔ (یاد رکھو) تمہارے اندر جہاں تمہارا دوست ہے ساتھ ہی دشمن بھی موجود ہے ۔

سچائی

سچائی نہایت ضروری اور لازمی چیز ہے، دنیا کے کاروبار میں سچائی ضروری چیز ہے، مگر روحانیت کی منزل میں بغیر سچائی کے ایک قدم بھی انسان آگے نہیں چل سکتا،

۱۔ سائیں آگے سانچ ہے سائیں سانچ سوہائے
چاہے لمبے کیس کر چاہے، گھونٹ مونڈا ئے

۲۔ سانچے شراپ نہ لاگئی۔ سانچے کال نہ کھائے
سانچے کو سانچ ملے۔ سانچے باہیں سمائے

۳۔ جا کے سانچی سُرت ہے تا کا سانچا کھیل
آٹھ پہر چونسٹھ گھڑی۔ سائیں سیتن میل

۴۔ پریم پریت کا چولنا۔ پہن کبیرا ناچ
تن من وا پر وار ہوں جو کوئی بولے سانچ

۵۔ سانچ برابر تپ نہیں نہیں جھوٹ برابر پاپ

جا کے ہردے سانچ ہے۔ تا کے ہردے آپ

۶۔ سانچ بناں سمرن نہیں۔ بھئے بن بھگتی نہ ہوئے

پارس میں پروا رہے۔ کنچن کے ہی بدھ ہوئے

۷۔ کبیر لجّیا لوک کی۔ ناہیں بولے سانچ

جان بوجھ کنچن تجے۔ کیوں تو پکڑے کانچ

ترجمہ۔ (۱) پرماتما کے آگے تو سچا بن جا۔ کیونکہ پرماتما صرف سچے کو پیار کرتا ہے، اور چاہے تیرے بال لمبے ہوں۔ چاہے سارا سر گھٹا ہوا ہو۔ (اس کا مضائقہ نہیں) (۲) جو سچا ہے، اس کو کسی کی بدعا سے نقصان نہیں پہنچتا۔ سچے کو موت نہیں کھاتی ہے۔ سچا آدمی سچے پرماتما سے مل کر سچے پریم بدھ میں جا کر سما جاتا ہے، (۳) جس کی روح سچی ہے، اسی کا تمام کھیل (جپ تپ وغیرہ) سچا ہے، آٹھ پہر چونسٹھ گھڑی مالک کے ساتھ رہتا ہے، (یعنی کبھی جدا ئی نہیں ہوتی) (۴) اے کبیر! تم پریم اور پریت کا لباس پہن کر ناچو۔ جو کوئی سچ بولتا ہے، میں تن من سب اس پر نثار کرتا ہوں۔ (۵) سچائی کے برابر کوئی ریاضت نہیں ہے، جھوٹ سے بدتر کوئی پاپ نہیں ہے، جس کے دل میں سچائی بستی ہے، اس کے دل میں پرماتما آپ براجمان ہوتا ہے، (۶) جب تک سچائی نہیں ہے، تب تک یاد الٰہی نہیں ہو سکتی۔ جب تک خوف نہیں ہے، تب تک بھگتی نہیں ہو سکتی۔ اگر پارس کے درمیان پردہ رہ گیا، تو پھر لوہا کبھی سونا نہ بن سکے گا۔ (۷) کبیر صاحب کہتے ہیں۔ (لوگ) دنیا کی شرم سے سچ نہیں بولتے (تو ایسا نہ کر) کیوں تو سونے کو چھوڑ کر کانچ کو ہاتھ لگاتا ہے۔

کبیر صاحب نے سچ کے اُوپر سب سے زیادہ زور دیا ہے، یہاں تک کہ ہر قسم کے خیال کو سچائی کے لیئے قربان کرنے کی تعلیم دی ہے، آپ ایک جگہ فرماتے ہیں :-

سادھو ایسا چاہیئے۔ سانچی کہے بنائے
کے ٹوٹے کہ جُڑے بن کہے بھرم نہ جائے

ترجمہ :- سادھو کو اس طرح چاہیئے۔ کہ وہ بالکل سچی سچی بات کہے چاہے باہمی تعلق ٹوٹ جائیں، خواہ مضبوط رہیں، اس کا کچھ خوف نہیں۔ بغیر سچ کہے ہوئے بھرم نہیں جاتا ہے :-

نِندیا غیبت گوئی

کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ نِندیا کرنا اچھا نہیں، لیکن اگر کوئی پیٹھ پیچھے تیری بُرائی کرتا ہے، تو نقصان نہیں۔ اس کو برداشت کر تیرا بھلا ہوگا،

۱۔ دوش[۱] پرایا دیکھ کر۔ چلے ہنسنت ہنسنت[۲] — ۱ عیب ۲ دوسرے کا ۳ ہنستے ہوئے
اپنا یاد نہ آدئی۔ جاکا آد[۴] نہ انت[۵] — ۴ ابتدا ۵ انتہا

۲۔ تِنکا کبھوں نہ نندیئے۔ جو پاون تل ہوئے
کبھوں اُڑا آنکھوں پڑے۔ پِیر[۶] گھنیری[۷] ہوئے — ۶ درد ۷ سخت

(۳) نندک[۸] نیڑے[۹] راکھیئے۔ آنگن کوئی چھوائے — ۸ نندک عیب گو ۹ نزدیک
بن پانی صابن بِنا نِرمل کرے سوبھائے[۱۰] — ۱۰ عادت

۴۔ نندک دُور نہ کیجیے۔ آ در مان
نرمل تن من سب کرے۔ بکے آن ہی آن
۵۔ کبیر نندک مت مرو۔ جیو آ و جگا دُر ہمیشہ
ہم تو ست گورو پایا۔ نندک کی پرساد

ترجمہ :۔ (۱) دوسروں کا عیب دیکھ کر خوب ہنستے رہتے ہیں۔ لیکن اپنے عیبوں کی یاد نہیں آتی۔ جن کی ابتدا اور انتہا نہیں۔ خبردار تنکے کی بھی شکایت نہ کرو۔ خواہ وہ تنکا تمہارے پاؤں ہی کے نیچے کیوں نہ ہو۔ کیونکہ اگر کہیں وہ اُڑ کر آنکھ میں پڑے گا۔ تو سخت تکلیف دے گا (۳) عیب گو کو اپنے نزدیک رکھو۔ بلکہ اپنے مکان کے صحن میں اُس کے لئے گھر بنوا دو۔ کیونکہ یہ شخص بغیر پانی اور صابن کے تمہارے عادات کو دھو کر صاف کر دیگا۔ (۴) نندیا کرنے والے کو کبھی اپنے سے دُور نہ کرو۔ بلکہ عزت و تعظیم سے اس کے ساتھ پیش آؤ۔ کیونکہ یہ بیہودہ طور پر بکواس کرتا ہوا تمہارے تن من کو سب کو نرمل کا پاک صاف کر دے گا۔ (۵) کبیر کہتے ہیں۔ نندیا کرنے والا کبھی نہ مرے۔ بلکہ ہمیشہ جیتا رہے۔ کیونکہ اس کی نندیا کی بدولت ہم کو گورو ملے۔ اور ہم اپنے عقائد میں مضبوط بنے۔

نِندرا (نیند)

نیند میں سرشار رہنا ناپسندیدہ حرکت ہے۔ انسان کو یہ زندگی کسی اعلےٰ مقصد کے لئے ملی ہے، اس لئے چاہیئے۔ کہ وہ یا تو خدمت خلائق میں صرف ہو۔

یا مالک کے بھجن بندگی میں گزاری جائے +

۱۔ کبیر سوتا کیا کرے۔ سوتے ہوئے اکاج[1]
برہما کا آسن ڈگا سُنی کال کی گاج ۴

۲۔ کبیر سوتا کیا کرے اُٹھ نہ رووے دُکھ
جاکا باسا گور[2] میں سو کیوں سوئے سُکھ

۳۔ کبیر سوتا کیا کرے۔ جاگن کی کر چونپ
یہ دم ہیرا لال ہے گن گن گورکو سونپ

۴۔ سوتا سادھ جگائیے۔ کرے نام کا جاپ
یہ تینوں سوتے بھلے ساکت۔ سنگھ اور سانپ

۵۔ جاگن سے سوون بھلا۔ جو کوئی جانے سوئے
انتر لو لاگی رہے۔ سہج ہی سمرن ہوئے

۶۔ جاگن میں سوون کرے۔ سوون میں لو لائے
سُرت ڈورا لاگی رہے۔ تار نہیں ٹوٹ جائے

[1] نقصان
[2] سیلاب

ترجمہ۔ (۱) کبیر سوتا ہُوا کیا کرتا ہے، سونے سے نقصان ہوتا ہے، کال کی گرج کو سنکر برہما کی بھی آسن ڈگمگاتا ہے۔ (۲) کبیر سوتا ہُوا کیا کرتا ہے اُٹھ اپنے دُکھ کو رو۔ جو کوئی سیلاب کی راہ رہے، اس کو سُکھ کی نیند نہ سونا چاہیئے (۳) کبیر سوتا ہُوا کیا کرتا ہے، جاگنے کی عادت ڈال۔ یہ سانس تیرا لال کی طرح قیمتی ہے، اس کو گن گن کر گورو کے سونپ دے (۴) سوتے ہوئے سادھو کو جگا دو۔ تاکہ نام کا جاپ کرے۔ ادھرمی، شیر اور سانپ کا

سوتا رہنا البتہ اچھا ہے (۵) بشرطیکہ کوئی شخص سونا جانے تو جاگنے سے بہتر ہے۔ اندر ہی اندر لَو لگی رہے۔ اور بآسانی سمرن ہوتا رہے (یہ عمل و شغل کا مضمون ہے (۶) حالت بیداری میں سونے کی عادت کر اور سوتے وقت اپنے لَو کو مالک میں لگا رکھ۔ رُوح کا رشتہ مالک کے چرنوں میں پرو یا ہُوا رہے، تاکہ تار کا سلسلہ ٹوٹ نہ جائے۔

کھانا

کھانے سے مراد یہ ہے، کہ آدمی کی زندگی قائم رہے اور وہ اپنے مقصد کی پیروی میں لگا رہے، کھانا زندگی کے لئے ہے، نہ زندگی کھانے کے لئے نہیں ہے۔ اِنسان نہ اتنا کم کھائے۔ کہ کمزوری سے بے کام ہو جائے۔ نہ اتنا زیادہ کھائے۔ کہ کام نہ کر سکے۔ میانہ روی کی عادت بہتر ہے، روحانی زندگی کے لئے غذا کی افراط و تفرط دونو ہی مُضر ہیں۔ گوشت کا کھانا مناسب نہیں۔ نہ صرف روحانی نقطۂ نگاہ سے بلکہ جسمانی صحت کے لحاظ سے بھی آدمی کو سادہ غذا کھانی چاہئے۔ قیمتی بالقیل غذا منع ہے :-

۱۔ کھٹا۔ مِٹھا۔ چرچرا۔ جبھیا سب رس لئے
چور اور کتیا مل گئے۔ پہرہ کس کا دیئے

۲۔ آہار کرے من بھاونا۔ اندری کئے سواد مدا کھانا
ناک تلک پوُرن بھرے کو کہئے پرشاد

۳۔ تل بھر مچھلی کھائے کر۔ کوٹ گئو دے دان

کاشی کروٹ لے مرے تو بھی نرک ندان[۲] ۔ آخر کار[۲]

۴۔ خوش کھانا ہے کھچڑی ۔ ماہیں پڑے ٹک لون[۲] ۔ نمک[۲]
ماس پرایا کھائے کے گلا کٹا دے کون

۵۔ کہتا ہوں رکھ جات ہوں ۔ کہا جو مانو ہمار
جا کا گلا تم کاٹ ہو ۔ سو کاٹ ہے تمہار

ترجمہ :۔ (۱) جس وقت آدمی لذت پسند بن کر کٹھا میٹھا ۔ چرپرا کھانے لگا، زبان ذائقہ کی پابند ہو گئی۔ من اور زبان جو اس جسم میں چور اور کتے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جب اس طرح آپس میں مل گئے، تو چوکیداری کی خدمت کون انجام دے (۲) جو اندریوں کی لذت کے خیال سے خوب پیٹ بھر کر کھانا کھاتا ہے۔ وہ ناک تک بھرا رہتا ہے، یہ پرشاد نہیں ہے (۳) جو تل بھر مچھلی کھا کر ہزاروں گائیں دان میں دے اور کاشی میں تپسیا کرے تب بھی وہ نرک میں جائیگا۔ (۴) سب سے اچھا سادہ کھانا کھچڑی ہے، جس میں نمک پڑا ہو۔ دوسرے کا گوشت کھا کر کون اپنا گلا کٹائے (۵) میں کہتا ہوں اور کہے جاتا ہوں۔ اگر تم ہمارا کہا مانو، تو ماس نہ کھاؤ۔ کیونکہ جس کا گلا کاٹو گے۔ وہ تمہارا گلا کاٹے گا +

نشہ (منشی اشیاء)

کبیر صاحب نشہ کے استعمال کو نہایت معیوب قرار دیتے ہیں، اور حقیقت

بھی یہی ہے، کہ نشہ استعمال کرنے سے دل و دماغ دونوں برباد ہو جاتے۔ اور چونکہ یہ جسم کے نہایت لطیف حصے ہیں۔ ان کی بربادی سے جسم تباہ ہو جاتا ہے۔ اور روحانی ترقی کی طرف سے مایوسی ہو جاتی ہے،

مگر اکثر فقرا نشہ استعمال کرتے ہوئے دیکھے گئے ہیں، اس کا سبب کیا ہے اس کا اصل باعث یہ ہے، کہ بعض نشے مثلاً گانجہ چرس وغیرہ کے استعمال سے جسم کی کل رطوبت خشک ہو جاتی ہے، اور چونکہ یہ لوگ شہوت وغیرہ سے بہت خوف کھاتے ہیں، ان کی دانست میں یہ نشے شہوت کے کچلنے میں راس آتے ہیں، اسی طرح شراب اور بھنگ کی بابت کہا گیا ہے، کہ ان سے دل یکسو ہوتا ہے، اور سرور کی حالت حاصل ہوتی ہے، اور یہ باتیں کسی حد تک صحیح بھی ہیں۔ مگر ان کا نقصان اتنا ہے۔ کہ جس کا دنیا میں کوئی معاوضہ نہیں۔ اول تو جو نشہ باز ہیں، وہ عام طور پر روحانی طریق کی پیروی نہیں کر سکتے۔ وہ بالکل ہی ناقابل رہتے ہیں۔ اگر کسی نے ابتدا میں کوئی درجہ طے بھی کر لیا۔ تو پھر آئندہ کی ترقی کا راستہ بالکل بند ہو جاتا ہے۔ اور جس قدر شراب وغیرہ کے نشہ کا سُرور ہے۔ وہ ساوات کی حد تک پہنچکر پھر زیادہ مقدار کی خواہش دلاتا رہے گا۔ اور انسان بالکل برباد ہو جاوے گا۔ گانجہ وغیرہ دماغ کو اس قدر خراب کر دیتے ہیں۔ کہ ان کا استعمال کرنے والوں کی کثیر التعداد دیوانہ اور پاگل ہو جاتی ہے، اور یہ دین و دنیا دونوں سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔

یہ دونوں باتیں جن کے خیال سے فقرا نشہ استعمال کرتے ہیں۔ سُرت شبد یوگ سے بآسانی حاصل ہو سکتی ہیں۔ روح کی دھار کے اوپر چڑھنے

سے کام کرودھ کا کھٹکا کم رہتا ہے، اور جس جس طرح رُوح اُوپر چڑھتی جائے گی خود بخود اس کا سُرور اور آنند ملتا جائے گا۔

نشہ کی بابت کبیر صاحب نے اس طرح فرمایا ہے:-

۱۔ بھانگ بھکے بل بُدھ کو۔ افیون[۱] احمق سوئے
دو املن[۲] اوگن کہا۔ گیان ونت نر ہوئے
۲۔ اوگن کہوں شراب کا۔ گیان ونت سُن لیہہ
مانش سے پشوا[۳] کرے۔ دام کانٹھ سے دیہہ

[۱] افیون [۲] نشے [۳] جانور

ترجمہ۔ (۱) بھنگ بل اور بُدھی دونوں کو چر جاتی ہے۔ اور افیون سفت میں احمق بنا دیتی ہے، جتنے عقلمند آدمی ہیں۔ وہ ان دونوں نشوں کو بُرا بتاتے ہیں (۲) اے گیان والے آدمیو! تم سُن رکھو۔ شراب میں یہ عیب ہیں۔ کہ اوّل تو انسان (اپنی غلطی سے) جانور بن جاتا ہے۔ دوسرے اس کے ہاتھ سے دولت چھین لی جاتی ہے۔

گیان

کبیر صاحب کی تعلیم میں یہ بہت بڑی خصوصیت ہے۔ کہ وہ گیان اور دویک پر بڑا زور دیتے ہیں۔ اندھا دُھند وِشواش کو بالکل ناقص قرار دیتے ہیں۔ ان کے کلام کے موافق جس شخص میں تمیز اور گیان نہیں ہے۔ وہ نرا جانور ہے انسان کے معنی ہی یہی ہیں۔ کہ وہ صاحب غور و فکر اور صاحب تمیز ہو۔ آپ

فرماتے ہیں :-

۱- پھوٹی آنکھ ووبیک کی ۔ لکھے نہ سنت اسنت
جا کے سنگ دس بیس ہیں تا کا نام مہنت

۲- سادھو میرے سب بڑے اپنی اپنی ٹھور
شبد پریکی پارکھی وہ ماتھے کی مور

۳- جب لگ ناہیں لو یک من تب لگ لگے نہ تیر
بھوساگر نا می ۔ تیرے ستگورو کہیں کبیر

۴- گورو پشو ۔ نر پشو ۔ تریا پشو ۔ وید پشو سنسار
مانش سوہی جانیے جاہی لو بک بچار

ترجمہ (۱) گیان کی آنکھ پھوٹ گئی ۔ یہ نہیں جان سکتا ۔ کون سنت ہے، کون پاکھنڈی ہے، جس کے ساتھ دس بیس چیلے چانٹے رہتے ہیں، نادان انہیں کو مہنت کہتے ہیں (۲) سادھو (خواہ وہ کسی درجہ کا ہو) اپنے اپنے طبقہ اور اپنی اپنی روحانی درجے کے موافق سب بڑے ہیں مگر شبد کے پرکھنے والے اور گیان وان سب کے سرتاج ہیں (۳) جب تک من میں گیان نہیں ہے، تب تک (بھو ساگر سے) پار جانا مشکل ہے ستگورو کہتے ہیں کہ اے کبیر! بھوساگر کے پار وہ جاتے ہیں ۔ جو نام کی سمجھ والے اور نام کے جپنے والے ہیں ۔ (یہاں دُھن آتمک نام سے مراد ہے) (۴) کتنے لوگوں نے یونہی اندھا دُھند کسی کو گورو مان کر اس کی ٹیک پکڑ لی ہے ۔ یہ گورو پشو ہیں، یعنی گورو کے گدھے ہیں ۔ بہت سے انسان پرست جو کسی بڑے آدمی کی ٹیک

باندھ لیتے ہیں۔ اور اس کو عالم فاضل سمجھ کر اس کے بتائے ہوئے راہ پر بغیر سوچے ہوئے چلتے ہیں، وہ نرلشٹو ہیں۔ اسی طرح جو کسی استری کے رسوخ میں رہتے ہیں۔ تریا لشٹو ہیں۔ اور تمام سنسار جو گلا پھاڑ پھاڑ وید وید پکارتا ہے اور وید کے معنی مطلب سے خبر نہیں۔ وہ ویدلشٹو ہے، انسان کی اصلی تعریف یہ ہے۔ کہ اُس میں بلو یک اور بچار ہو۔

تیرتھ

کبیر صاحب تیرتھ ورت کے قایل نہیں تھے۔ اور اس خاص معاملہ کے متعلق اُن کی رائے کس قدر فلسفانہ ہے۔

۱۔ تیرتھ ورت کر جگ موا۔ ٹھنڈے پانی نہائے
ست نام جانے بنا۔ کال جگن جگ کھائے

۲۔ تیرتھ چالے دو جنا۔ من چنچل چت چور
ایکو پاپ نہ اوترا۔ لائے من دس اور

۳۔ نہائے دھوئے کیا ہوا۔ جو من میں میل سمائے
مین[۱] سدا جل میں رہے۔ دھوئے باس[۲] نہ جائے

۱ مچھلی ۲ بدبو

۴۔ کوٹ کوٹ تیرتھ کرے۔ کوٹ کوٹ کرے دھام
جب لگ سادھ نہ سیوی۔ تب لگ کا کچا کام

ترجمہ۔ (۱) دُنیا تیرتھ ورت کرتے اور ٹھنڈے پانی میں نہاتے مر گئی، ست نام کے جانے بغیر کال جگال جگ اس کو کھاتا رہا۔ (۲) دو جن تیرتھ کرنے

لگے اچنچل من اور چت چور۔ اپنا پاپ تو ایک بھی نہیں اُترا۔ دس من اور لادیئے
(۳) اگر من میں میل ہو۔ تو نہانے دھونے سے کچھ نہیں ہوتا۔ کیونکہ مچھلی ہمیشہ جل میں رہتی ہے، پھر بھی اُس کی بدبو دُور نہیں ہوتی۔ (۴) کروڑوں تیرتھ کروڑوں دہام کرے۔ جب تک کسی صاحب دل سادہو کی خدمت میسر نہ آئے گی۔ کام کچا ہی رہے گا۔

گورو

کبیر صاحب کی تعلیم میں گورو بھگتی لازمی ہے۔ جب تک گورو نہ ملے گا۔ روحانیت کے سنسکار پیدا نہ ہوں گے۔ روحانی جذبات اور اخلاقی جذبات میں فرق ہے۔ کتابوں کے پڑھنے سے دل و دماغ کا نشوونما ہونا ممکن ہے لیکن روحانیت کا آنا بالکل غیر ممکن ہے۔ یہ صرف روح سے براہِ راست مل سکتا ہے۔ آدمی ہزار عاقل ہو۔ عالم ہو۔ سب کچھ ہو۔ مگر اس کی زندگی کبھی روحانی زندگی نہ ہوگی۔ جب تک اس نے کسی اعلےٰ مقدس اور خدا رسیدہ آتما کا سنسکار نہیں لیا ہے۔ جو اس بات کو غلط سمجھیں، وہ دنیا کے اچھے سے اچھے آدمی کی زندگی کی پڑتال کر کے دیکھ لیں۔ خود بخود وہ جان لیں گے،

کبیر صاحب فرماتے ہیں۔

۱۔ گورو کو کیجے ڈنڈوت۔ کوٹ کوٹ پر نام
کیٹ نہ جانے بھنگ کو گورو کر لیں آپ سمان

ئے بھرنگی مکھی

۲۔ ستگورو سانچا سورما۔ نکھ سکھ مارا پور

باہر کھاد نہ دیکھئے انتر چکنا چور

۳۔ گورو میں بھید ہے۔ گورو گورو میں بھاد
سوئی گورنت بندئیے۔ جو شبد بتاوے داد

۴۔ کوٹن چندا اد گویں۔ سورج کوٹ ہزار
ستگورو ملیا باہر ادیکھئے۔ گور اندھار

۵۔ گورو کو سر پر راکھئے۔ چلئے آگیا مانہہ
کہیں کبیر تا داس کو۔ تین لوک بھئے نا نہہ [۱]

۶۔ چار کھان میں بھرمتا۔ کبھ ہوں نہ لگتا پار
سو تو سو دا مٹ گیا۔ ست گور کے دربار

۷۔ وستو [۲] کہیں۔ ڈھونڈے ہنے کہیں کہیں بدھ آوے ہاتھ
کہیں کبیر تب پائیئے۔ جب بھیدی لیجے ساتھ

۸۔ بھیدی لیا ساتھ کر۔ دنیا وستو لکھائے
کوٹ جنم کا پنتھ تھا۔ پل میں پہنچا جائے

۹۔ گھٹ کا پردہ کھول کر۔ سنمکھ لے دیدار
بال سنیہی سائیاں۔ آدانت کا یار

[۱] خوف
[۲] چیز

ترجمہ :- (۱) گورو کو کروڑوں ڈنڈوت اور کروڑوں پرنام کرو جسطرح بھرنگی (مکھی) کیڑے کو اپنے چھتے میں بند کرکے بھرنگی بنا دیتی ہے۔ اسی طرح گورو جیو کو خاص اپنے رنگ میں رنگ دیتے ہیں (۲) سچے بہادر گورو وہ ہیں جو سر سے پاؤں تک پورے ہیں۔ (یعنی انسان کامل ہیں) گورو نے جو ضرب

دی۔ تو باہر کوئی زخم نہیں آیا۔ اندر میں چکنا چور ہو گیا۔ (۳) گورُو گورُو میں فرق ہے۔ اور گورُو گورُو میں اختلاف ہے۔ نمسکار اس گورو کو کرنا چاہیئے جو شبد واد بتاتا ہو۔ یعنی سُرت شبد مارگ کا ابھیاس جانتا ہو۔ جو سلطان الاذکار ہے) گورُو جب وقت باہر مل جاتا ہے، تو دل کے اندر کروڑوں سورج اور کروڑوں چاند طلوع ہو جاتے ہیں۔ اور گہرے سے گہرے اندھیرے میں سُجھائی دینے لگتا ہے۔ (۵) گورو کو سر پر رکھیئے۔ اور ان کے حکم میں چلئے۔ کبیر کہتے ہیں۔ ایسے فرمانبردار شاگرد کو تینوں لوک میں کسی کا خوف نہیں ہے (۶) چار کھان (انڈج۔ پنڈج۔ اُبھج۔ ستارد) میں بھرمتا تھا۔ اور کبھی پار لگنے کی امید نہیں تھی۔ مگر گورُو کے دربار میں جانے سے یہ کھٹکا مٹ گیا (۷) چیز کہیں ہے۔ اور تو ڈھونڈتا کہیں ہے۔ وہ کس طرح ہاتھ آوے۔ کبیر کہتے ہیں وہ اس وقت مل سکتی ہے، جب بھیدی کو ساتھ لو (۸) بھیدی کو ساتھ لیا۔ اُس نے بآسانی چیز کو دکھا دیا۔ ہزاروں جنم کا پنتھ پل میں طے ہو گیا (۹) اندرونی پردے کو کھولکر اپنے سامنے درشن کر۔ تیرے لڑکپن کا دوست۔ ابتدا و انتہا کا ساتھی ہے۔ (سچا گورو) تیرے اندر ہے ؛

سیوک

گورُو سچا ہو۔ دھرماتما ہو۔ اعلےٰ جذبات والا ہو۔ اخلاقی لغزشوں سے پاک ہو۔ زیادہ تر کتابوں یا لفظی گورکھ دھندوں کا پابند نہ ہو۔ روح کے روحانی

طور پر تعلیم دینے سے واقف ہو۔ تب تو وہ گورو ہے۔ ورنہ نہیں۔ اسی طرح شاگرد میں بھی سچائی کی تڑپ ہو۔ وہ سچائی کے لئے اتنا بیقرار ہو۔ جیسے بھوکا پیاسا آدمی کھانے اور پینے کے لئے بیقرار رہتا ہے۔ اس وقت اس میں سچائی کا سنسکار نہایت نیک اور خاطر خواہ نتیجہ پیدا کرے گا۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر اس میں سچے شاگرد کے اوصاف نہیں ہوں گے۔

سیوک کے متعلق کبیر صاحب یوں فرماتے ہیں:-

۱۔ کبیر ایسا کوئی نہ ملا یہ شبد گورو کا میت
تن من سوپنے مرگ جیوں سُنے بدہک کا گیت
(۱) ہرن (۲) شکاری

۲۔ سیوک سیوا میں رہے۔ انت کہوں نہیں جائے
دکھ سکھ سر اوپر سہے کہیں کبیر سمجھائے

۳۔ پھل کارن سیوا کرے۔ تجے نہ من سے کام
کہیں کبیر سیوک نہیں۔ چہئے چوگنا دام

۴۔ کبیر نر بندھن بندھ رہا۔ بندہ نر بندھن ہوئے
کرم کرے کرتا نہیں داس کہاوے سوئے

۵۔ دکھ سکھ ایک سمان کر۔ ہرش شوک نہیں بیاپ
پر اپکاری نہہ کامنا اونچے چھوہ تاپ

ترجمہ:- (۱) کبیر کہتے ہیں۔ ایسا کوئی شخص شبد روپی گورو کا متر نہیں ملا۔ جو ہرن کی طرح تن من کو سونپ کر شکاری کا گیت رغبت سے سُنے (ہرن ہاجے کا عاشق ہے۔ جب شکاری بین بجانے لگتا ہے۔ تب وہ تڑپ کر مستی

کے ساتھ بین کے پاس آجاتا ہے۔ شکاری اس کو پھانس لیتا ہے، اسی طرح جو اپنے انتر امیں اناہت شبد کا ابھیاس کرتے ہیں۔ وہ بیساختہ اوپر کی طرف کھچ جاتے ہیں (۲) سیوک کا دھرم ہے کہ ہمیشہ (سوتے جاگتے) سیوا میں رہیئے اور کہیں دوسری جگہ نہ جائیے۔ اپنے سر پر دُکھ سُکھ سب برداشت کرے کبیر یہ سمجھا کر کہتے ہیں۔ (یعنی ہر وقت مالک کا دھیان کرے، مصیبت یا خوشی کی حالت میں بھی اس کو نہ بھولے سوئے بیٹھے۔ کھڑے اوتانے کہیں دہیں ٹھکانے) (۳) جس کی بھگتی نشکام نہیں ہے۔ کسی پھل کی خواہش سے کی جاتی ہے، اور من سے (دنیا کے) کامناؤں کو دُور نہیں کیا جاتا۔ اس کی نسبت کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ وہ سیوک نہیں ہے۔ چوگنا دام مانگنے والا (مزدور) ہے۔ (۴) کبیر کہتے ہیں۔ کہ آزادی کی حالت میں بندھا ہوا اور بندھن کی حالت میں، آزاد رہنے والا۔ کام کرتا ہوا، اکرمک بنا ہوا داس کہلاتا ہے، (یعنی داس کی تعریف یہ ہے۔ کہ بغیر بندھن کے بندھن میں بندھا ہو۔ اور بندھن رکھتے ہوئے بھی آزاد ہو۔ کرم کرے۔ مگر کرم کے پھل کی خواہش نہ رکھے، (۵) دکھ سکھ کو ایک طرح سمجھے۔ خوشی اور رنج کو محسوس نہ کرے۔ پر اُپکاری ہو۔ نشکام ہو۔ نہ اس میں کسی کا تعلق ہے، نہ دُکھ ہے۔ (یہ شاگرد کا وصف ہے)،

جس وقت شاگرد میں یہ حالت آجاتی ہے، وہ پھر روحانی طبقات میں پہنچ جاتا ہے، اور اس کا کام بن جاتا ہے۔

۰۰ ❖ ❖ ❖ ❖ ۰۰

کام (شہوت)

شہوت پرست آدمی روحانی ترقی سے محروم سمجھا گیا ہے۔ فرماتے ہیں:-

۱- ناری کی چھائیں[۱] پڑے - اندھے ہوت بھجنگ[۲]
کبیر اُن کی کون گت - جو نت ناری کے سنگ

۲- کامی کتا تیس دن - انتر ہوئے اُداس
کامی نر کتا سدا - چھ رُت بارہ ماس

۳- کامی - کرودھی - لالچی - اِن سے بھگتی نہ ہوئے
بھگتی کرے کوئی سُورما - ذات - بھرن کل کھوئے

۴- کام کام سب کوئی کہے - کام نہ جانے کوئے
جتنی من کی کلپنا[۳] - کام کہا دے سوئے

۵- کامی کبھوں نہ گورو بھجے - مٹے نہ سنشے[۴] سُول
اور گناہ سب بخشیوں - کامی ڈال نہ مُول

۶- جہاں کام تہاں نام نہیں - جہاں نام نہیں کام
دونوں کبھوں ناہیں ملیں روی[۵] - رجنی[۶] - اک ٹھام

۷- چلو چلو سب کوئی کہے - برلا پہنچے کوئے
ایک کنک[۸] اور کامنی[۹] - دُر گم[۷] گھٹی[۱۰] دوئے

ترجمہ - (۱) عورت کے سایہ پڑتے ہی سانپ اندھا ہو جاتا ہے۔ کبیر کہتے ہیں

[۱] سایہ [۲] سانپ
[۳] خواہش
[۴] شکوک
[۵] سورج [۶] رات
[۷] دشوار گزار [۱۰] وادی
[۸] دولت [۹] عورت

کہ ان کی حالت کیا ہو گی۔ جو ہمیشہ عورت کے ساتھ رہتے ہیں۔ (ہم نے بہت آدمیوں کی زبانی سُن رکھا ہے۔ کہ حاملہ عورت کے سایہ پڑتے ہی سانپ اندھا ہو جاتا ہے)۔

(۲) کتا تو سال میں صرف تیس دن کے لئے شہوت کی وجہ سے پریشان ہوتا ہے۔ مگر شہوت پرست انسان سال کے ۶ رُت اور ۱۲ مہینے برابر کامی کتا بنا رہتا ہے۔

(۳) شہوت پرست غصہ ور اور لالچی سے کبھی بھگتی نہیں ہوتی، بھگتی تو کوئی سُورما کرتا ہے، جس کو ذات برن اور کل تک کا بندھن نہیں رہتا۔

(۴) سب لوگ کام کام کہا کرتے ہیں، مگر کام کے اصلی معنی نہیں جانتے۔ من میں جتنے برے وسوسات اُٹھتے رہتے ہیں، سب کام ہیں۔

(۵) شہوت پرست آدمی نہ تو کبھی گورو کو بھجتا ہے۔ نہ اُس کے شبہات دور ہوتے ہیں، اور سب گناہ تو معاف ہو سکیں گے۔ مگر شہوت پرست کے لئے مغفرت کی اُمید نہیں ہے۔

(۶) جہاں کام رہتا ہے۔ وہاں (مالک کا) نام نہیں رہتا۔ جہاں نام رہتا ہے، وہاں کام نہیں رہتا۔ رات اور دن دونوں کبھی ایک ساتھ نہیں مل سکتے۔

(۷) سب لوگ ایشور کی طرف چلنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ مگر شاذ و نادر ہی آدمی اس کے دربار تک رسائی پیدا کرتا ہے، کیونکہ راہ میں دو دشوار گھاٹیاں دولت اور عورت آ جاتی ہیں لہٰذا اور اُن سے بچ کر نکلنا آسان نہیں ہے)۔



مان (عزت ناموری کی خواہش)

۱۔ کنچن[۱] تجنا[۲] سہج ہے۔ سہج تریا[۳] کا سینہہ[۴]
مان بڑائی۔ ایرشا۔ درلبھ[۷] تجنا۔ اہیہ

۲۔ مایا تجی تو کیا ہوا۔ مان تجا نہیں جائے
مان بڑے مُنی ور گلے۔ مان سبھن کو کھائے

۳۔ کالا منہ کر مان کا۔ آدر[۸] لاوے آگ
مان بڑائی چھوڑ کر۔ رہے نام لو لاگ

۴۔ جہاں آپ تہاں آپدا۔ جہاں سنشے[۹] تہاں سوگ
کہیں کبیر یہ کیوں مٹیں۔ چاروں ڈیرگھ روگ[۱۱]

۵۔ لینے کو ست نام ہے۔ دینے کو ان دان
ترنے کو دینتا[۱۲]۔ بوڑن کو ابھیمان[۱۳]

[۱] دولت [۲] چھوڑنا [۳] عورت [۴] محبت [۵] عورت [۶] حسد [۷] مشکل [۸] عزت [۹] شکوک [۱۰] رنج [۱۱] دکھ [۱۲] انکسار [۱۳] غرور [۴] شاذ

ترجمہ:۔ (۱) دولت کا ترک کرنا آسان ہے۔ عورت کے تعلق کا چھوڑنا بھی مشکل نہیں، مگر مان۔ بڑائی اور حسد کو کوئی شاذ آدمی چھوڑ سکتا ہے۔ (۲) اگر کسی نے مایا کو ترک کیا۔ تو کیا چھوڑا، عزت اور ناموری کی چاہ نہیں چھوڑی جاتی۔ بڑے بڑے رشی مُنی مان کی وجہ سے گل گئے۔ مان نے سب کو کھا لیا۔ (۳) تو عزت کی خواہش کا منہ کالا کر دے اور نمود و شہرت کو آگ لگا دے مان بڑائی کو چھوڑ کر مالک کے نام سے لو لگا دے، (۴) جہاں خودی ہے وہاں

ہی مصیبت ہے، جہاں فنک و شبے ہیں۔ وہاں ہی رنج ہے، کبیر کہتے ہیں، یہ بڑے امراض کا علاج بڑی مشکل سے ہوتا ہے، (۵۱) اگر لینا ہے۔ تو ست نام کو لے لے۔ اگر دینا ہے، تو اَن (اناج) دے۔ ترنے کے لئے نمرتا ہے۔ اور ڈوبنے کے لئے غرور ہے *

سُرت شبد یوگ

کبیر صاحب کی اخلاقی تعلیم بہت اعلیٰ درجہ کی ہے، جو ساکھیوں میں بیان کی ہے، ان ساکھیوں (دوہوں) کی تعداد کئی ہزار تک پہنچتی ہے، اسی طرح اور کتابوں میں بھی جن کی تعداد دو سو سے کم نہ ہو گی، ان کے خیالات بھرے پڑے ہیں۔

لیکن ان کا طریق صرف اخلاقی ہی طریق نہیں تھا، بلکہ وہ ایک اعلیٰ قسم کا روحانی شغل بھی سکھلاتے تھے، جس کا نام سُرت شبد یوگ ہے، اور جسکو عام طور پر ہندو اناہد شبد کا ابھیاس کہتے ہیں، مسلمانوں میں اسی کا سلطان الاذکار نام مشہور ہے۔ گو اس وقت کبیر پنتھیوں میں شاذ ہی، کوئی ابھیاسی ملیں گے، مگر کبیر صاحب نے اس سوال کی اہمیت پر بڑا زور دیا ہے، یہ شغل کیا ہے۔ کس طرح کیا جاتا ہے، اس کو ہم اپنے آئندہ رسالہ سُرت شبد یوگ میں لکھیں گے، یہاں ان کے چند دوہوں کو بطور شہادت اور ثبوت درج کرتے ہیں:۔

ا۔ شبد بنا، سُرت اندھیری کہو کہاں کو جائے

دوار نہ پاوے شبد کا پھر پھر بھٹکا کھائے

۲۔ بجے ہی دُھن ہوت ہے، ہر دم گھٹ کے ماہنہ
سرت شبد میلا بھیا۔ مُکھ کی حاجت نا ہنہ

۳۔ سمرن سُرت لگائے کر، مُکھ سے کچھ نہ بول
باہر کے پٹ دے کر، اندر کے پٹ کھول

۴۔ گورو ہمارا الگن ہیں پیلا ہے گھٹ ماہنہ
سُرت شبد میلا بھیا۔ بچھڑت کبھوں نا ہنہ

۵۔ بھوساگر جل وِش بھرا، من نہیں باندھے دھیر
شبد سنیہی پیو ملا۔ اُترا پار کبیر

ا۔ زہر ۲۔ پریتم

ترجمہ۔ (۱) شبد کے بغیر روح اندھی ہے، بتاؤ تو سہی وہ کہاں کو جائے۔ شبد کا دروازہ نہیں ملتا، اس لئے بار بار بھٹکتی رہتی ہے، (۲) تمہارے دل کے اندر قدرتی طور پر خود بخود نام کی دُھن ہو رہی ہے روح کو شبد کے ساتھ جوڑ دو، منہ سے نام لینے کی ضرورت نہیں ہے (۳) سمرن، اندرونی آواز سے رُوح کو لگا دے۔ منہ سے کچھ مت کہو، باہر کے دروازوں کو بند کر کے اندر کے دروازہ کو کھول دے، (۴) ہمارا گورو آسمان میں ہے، چیلہ گھٹ (دل) میں ہے، سُرت شبد کے ذریعہ ملاپ ہوا۔ اب علیحدگی کا خوف نہیں رہا۔ (۵) بھوساگر میں زہر کا پانی بھرا ہے، من کو دھیرج نہیں آتا۔ جب شبد کے ساتھ پریم رکھنے والا پریتم ملا، تب ہی کبیر پار اُتر گیا +

چیتاونی (عبرت)

کبیر صاحب کی چیتاونی کے کلام غضب کے پُراثر ہیں، ان میں سب ایک سے ایک بڑھ کر ہیں۔ کوئی کیا انتخاب کرے۔ ذیل کے چند دوہے صرف بطور مثال نذر کئے جاتے ہیں:۔

۱۔ کبیر۔ کہا گربھیا۔ کال[۱] گہے کر[۲] کیس[۳]
ناجانوں کت[۴] مارسی کیا گھر کیا پر دیس

۲۔ آج کال کے بیچ ہیں۔ جنگل ہوئے گا باس
اوپر اوپر ہل پھریں ڈھور[۶] چریں گے گھاس

۳۔ ہاڑ جلے جیوں لاکڑی۔ کیس جلے جیوں گھاس
سب جگ جلتا دیکھ کر بھئے کبیر اُداس

۴۔ جھوٹے سُکھ کو سُکھ کہیں مانت ہے من[۷] مود
جگت چبینا[۸] کال کا۔ کچھ مکھ میں کچھ گود

۵۔ کُشل[۹] کُشل ہی پوچھتے جگ میں رہا نہ کوئی
امری[۱۰] نا بھے[۱۱] موا۔ کوشل کہاں سے ہوئے

۶۔ پانی کا سا بلبلا اس مانش کی ذات
دیکھت ہی چھپ جائیں گے جیوں تارا پربھات[۱۲]

۷۔ رات گنوائی سو کر۔ دیوس[۱۳] گنوایا کھائے

---

[۱] موت [۲] پکڑ کر [۳] بال [۴] کہاں [۵] جانور [۶] منّ [۷] آنند [۸] غذا [۹] خیریت [۱۰] ڈر [۱۱] صبح [۱۲] دن

ہیرا جنم اُمول تھا، کوڑی بدلے جائے

۸۔ آچھے دن پاچھے گئے۔ گورو سے کیا نہ ہیت ملا محبت

اب پچھتاوا کیا کرے۔ چڑیوں کھایا کھیت

۹۔ آج کہے ہیں کال بھجوں گا۔ کال ہے پھر کال

آج کال ہی کرت ہے، اوسر جاسی چال

۱۰۔ پاؤ پلک کی سُدھ نہیں۔ کرے کال کا ساج

کال اچانک مارسی۔ جیوں تیتر کو باج

۱۱۔ ہم جانے تھے کھائیں گے۔ بہت زمین بہو مال

جیوں کا تیوں ہی رہ گیا۔ پکڑ لے گیا کال

۱۲۔ کبیر یہ تن جات ہے۔ سکے تو راکھ بہور

خالی ہاتھوں وہ گئے۔ جن کے لاکھ کروڑ

۱۳۔ گانٹھی ہوئے سو ہاتھ کر ہاتھ ہوئے سو دیہ

آگے ہاٹ نہ بانیا لینا ہوئے سو لیہہ

۱۴۔ دیہہ دھرے کا گُن یہی دیہہ دیہہ کچھ دیہہ

کہیں کبیرا دیہہ تو جب لگے تیری دیہہ

۱۵۔ کبیرا آپ ٹھگائیے اور نہ ٹھگئے کوئے

آپ ٹھگے سُکھ اُپجے اور ٹھگے دُکھ ہوئے

۱۶۔ ساتوں شبد جو باجتے۔ گھر گھر ہوتے راگ

تے مندر خالی پڑے۔ بیٹھن لاگے لاگ

۱۷۔ کبیر مریں گے۔ مر جائیں گے کوئی نہ لیگا نام
اوسر جائے لبائیں گے۔ چھوڑ لبستا گام

۱۸۔ جنم مرن دُکھ یاد کر۔ کوڑے کام نوار
جن جن پنتھوں چالنا۔ سوئی پنتھ سنوار

۱۹۔ جا گھٹ پریت نہ پریم رس اور رسنا[1] نہیں نام
تے نر لپتو سنسار میں اُوپج مرے بیکام

۲۰۔ مانش جنم دُرلبھ ہے۔ دیہہ نہ بار مبار
ترور[2] سوں پتا جھڑے۔ پھر نہ لاگے ڈار

۲۱۔ آئے ہیں سو جائیں گے۔ راجا رنک[2] فقیر
ایک سنگھاسن چڑھ چلے اک بندھے جات زنجیر

ترجمہ:۔ (۱) کبیر! تو مغرور کیوں ہے، موت نے تیری چوٹی پکڑ رکھی ہے، کون جانے گھر میں مار یگی یا پردیس میں (۲) آجکل کے درمیان جنگل میں رہنا ہوگا۔ (یعنی دفن کیے جائینگے) اوپر اوپر ہل چلیں گے۔ اور جانور گھاس چرتے ہونگے (۳) ہڈی مثل لکڑی کے جلتی ہے۔ اور سر کے بال گھاس کی طرح جلتے ہیں، تمام سنسار کو جلتا ہوا دیکھ کر کبیر کے دل پر اُداسی چھاگئی (۴) سب لوگ فانی سُکھ کو سُکھ سمجھ کر خوش ہوتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ سب موت کے لقمے ہیں۔ کوئی تو اُس کے منہ میں ہے۔ کوئی گود میں ہے (۵) اجب لوگ آپس میں ملتے ہیں۔ تو ایک دوسرے کی خیریت پوچھتے ہیں مگر اخیر وعافیت پوچھتے ہوئے دیکھا جاتا ہے۔ کہ دنیا میں کوئی بھی نہیں رہتا نہ بڑھا پا مرتا

[1] زبان
[2] درخت
[2] مفلس

ہے۔ نہ مرنے کا خوف دُور ہوتا ہے، پھر خیریت کہاں ہے۔ (۶) انسان کی ہستی پانی کا بلبلا ہے، یہ اُسی طرح دیکھتے دیکھتے چھپ جائے گی، جیسے صبح کو تارے چھپ جاتے ہیں (۷) رات سونے میں گنوائی دن کو کھانے میں ضائع کر دیا۔ یہ انسانی ہستی قیمتی جواہر تھی، اس کو کوڑی کے بدلے یونہی رائگاں کر دیا (۸) جو دن اچھے تھے وہ پیچھے گئے۔ مگر نادان نے گورو کے ساتھ تعلق نہیں پیدا کیا۔ اب افسوس کرنا لاحاصل ہے، کیونکہ چڑیا کھیت کو کھا گئی (۹) آج کہتا ہے میں کل بھجونگا۔ آجکل پر ٹالتے ٹالتے موقع ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے۔ (۱۰) ایک چوتھائی منٹ کی خبر نہیں، مگر نادان کل کا انتظام کرتا ہے۔ یاد رہے کال اس طرح اچانک میں مارے گا۔ جیسے تیتر پر باز جھپٹتا ہے (۱۱) ہم سمجھتے تھے۔ بہت کچھ مال و دولت زر زمین ہوگئیں گے۔ مگر وہ سب کا سب یہاں ہی دھرا رہ گیا۔ اور کال پکڑ لے گیا۔ (۱۲) کبیر کہتے ہیں۔ یہ جسم برباد ہو رہا ہے۔ اگر ممکن ہو۔ تو اس کو ٹھکانے لگا جاؤ۔ کیونکہ وہ بھی خالی ہاتھ گئے۔ جن کے پاس لاکھ اور کروڑ تھے، جو گرہ میں ہے، اس کو ہاتھ میں کر جو ہاتھ میں ہے۔ اس کو دے دے، کیونکہ آگے نہ بازار ہے نہ بنیا ہے۔ جو سودا مول لینا چاہے۔ یہاں لے لے (۱۴) شریر دھارن کرنے کا نفع اسی بات میں ہے۔ کہ دیتا رہ۔ جب تو مر جائے گا۔ تب کون تجھ سے مانگنے آئے گا۔ (۱۵) کبیر! تم آپ ٹھگاؤ۔ لیکن تم کسی کو نہ ٹھگو۔ کیونکہ ٹھگا ہی جانے سے سُکھ ہوتا ہے، اور دوسروں کے ٹھگنے سے دُکھ پیدا ہوتا ہے۔ (۱۶) جن مکانوں میں سات قسم کی نوبت سر دقت

جھڑتی تھی۔ اور گھر گھر راگ ہوا کرتا تھا۔ وہ محل آج سونے پڑے ہیں، اور اُن پر کوّے بیٹھے کاں کاں کر رہے ہیں (یہاں انسانی قالب سے بھی مراد لی جا سکتی ہے)۔ (۱۷) کبیر مریں گے اور مر جائیں گے۔ کوئی ان کا نام لیوا نہ رہے گا۔ آباد مکان چھوڑ کر ویرانہ کو لبائیں گے۔ (۱۸) جنم مرن کے دُکھ کو یاد کر کے فضول باتوں کو ترک کر دے۔ جن جن راستوں سے جانا ہے، انہیں کو درست کر اور انہیں کو اختیار کر۔ (۱۹) جس کے دل میں پریم اور پریت نہیں ہے، اور جس کی زبان پر مالک کا نام نہیں، وہ انسان نہیں۔ حیوان ہیں، اور دنیا میں ناحق پیدا ہوئے (۲۰) انسانی تن بڑی مشکل سے ہاتھ آتا ہے، بار بار منش کا جنم نہیں ملتا۔ جیسے درخت سے پتا گر پڑتا ہے، اور پھر شاخ میں نہیں لگ سکتا۔ (۲۱) جو آئے ہیں۔ جائیں گے۔ چاہے راجہ ہوں مفلس ہوں یا فقیر ہوں (فرق اتنا ہوگا) کوئی سنگھاسن پر چڑھا جا رہا ہے۔ کوئی زنجیروں سے جکڑا ہوا جا رہا ہے +

بھگتی

بھگتی ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جس کی مدد سے آتما کے غلاف دور ہوتے ہیں، اور وہ اپنے اصلی جلال میں چمکنے لگتا ہے، بغیر بھگتی کے روحانی ترقی بالکل غیر ممکن ہے۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں:۔

(۱) کبیر گورو کی بھگتی کر تج وشیا رس چوج

ے لذت نفسانی کی خواہش

بار بار نہیں پائے ۔ مانش جنم کی موج

(۲) گور بھگتی اتی کٹھن ہے جیوں کھانڈے کی دھار
بنا ساچ پہنچے نہیں ۔ مہا کٹھن بیوپار

(۳) جب لگ بھگتی سکام ہے تب لگ نرپھل سیو
کہیں کبیر وہ کیوں ملیں نہ کامی نج دیو

(۴) بھگتی پران سے ہوت ہے من دے کیجے بھاؤ
پرمارتھ پرتیت میں یہ تن جائے تو جاؤ

(۵) بھگتی پدارتھ تب ملے ۔ جب گور ہوں سہائے
پریم پریت کی بھگتی جو پورن بھاگ بہائے

ترجمہ (۱) کبیر گورو کی بھگتی کرو ۔ لذتِ نفسانی کی خواہش کو ترک کرو ۔ کیونکہ بار بار انسانی جسم کا موقع ہاتھ نہ آئے گا (۲) گور بھگتی بہت مشکل ہے ، یہ دو دھاری تلوار ہے ، جب تک بالکل سچا نہ ہوگا کبھی رسائی حاصل نہ ہوگی ۔ یہ بیوپار بہت مشکل ہے ، (۳) جب تک بھگتی کسی غرض کے ساتھ ہے ، تب تک تمام محنت رائگاں ہے ۔ کبیر کہتے ہیں ، وہ جو بے غرض بے نیاز اور خاص دیوتا ہیں ، کیسے مل سکتے ہیں (۴) بھگتی جان و دل سے ہوتی ہے ۔ دل سے بھگتی کرو ۔ اگر پرمارتھ اور پرتیت میں یہ تن چلا جائے تو جانے دو ۔ کچھ مضائقہ نہیں ، (۵) بھگتی کی دولت اسوقت ملتی ہے ۔ جب گورو کی دیا ہوتی ہے ، جو بھگتی پریم اور پریت کے ساتھ ہوتی ہے ، وہ پورے براگ (قسمت) سے ملا دیتی ہے ÷

پریم

پریم عشق اور محبت کو کہتے ہیں۔ بھگتی اور پریم میں کچھ ذرا سا فرق ہے، گہرے پریم کو بھگتی کہتے ہیں۔ پریم دنیاوی چیزوں کا بھی ہوتا ہے، مثلاً ایک شوہر کو اس کی استری کا پریم ہے، خواہ سیوک کے لئے کہتے ہیں۔ اس کے مالک کا پریم ہے، اس پریم کو بھگتی نہیں کہہ سکتے۔ بھگتی اس خاص اور گہرے پریم کو کہتے ہیں۔ جو مالک کے چرنوں میں ہوتا ہے، یہاں اسی پریم سے مقصد ہے۔ جو پرماتما کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اور کبیر صاحب اس کو بڑی اہمیت دیتے ہیں +

(۱) یہ تو گھر ہے پریم کا۔ خالہ کا گھر نا نہہ
سیس کاٹ بھوئیں میں دھرے تب آوے گھر ماںہہ

(۲) جو تو پیا پیا پریم کا سیس کاٹ کر گوئے
جب تو ایسا کرے گا تب کچھ ہوئے سو ہوئے

(۳) پریم پیالہ جو پئیے۔ سیس وکشنا دیئے
لوبھی سیس نہ دے سکے نام پریم کا لے

(۴) آیا پریم کہاں گیا دیکھا تھا سب کوئے
چھن روئے چھن میں ہنسے سو تو پریم نہ ہوئے

(۵) پریم پریم سب کوئی کہے پریم نہ جانے کوئے

آٹھ پہر بہتا رہے پریم گھاوے سوے

(۶) پریم بنا دھیرج نہیں ۔ پریم بنا وراگ
ستگور بنا مٹے نہیں من منشا کا داگ

(۷) پریم بھاو اک چاہیئے بھیس انیک بنائے
بھاوے گھر میں باس کر بھاوے بن میں جائے

(۸) جوگی جنگم ۔ جیوڑا ۔ سنیاسی ۔ درویش
بنا پریم پہنچے نہیں دُرلبھ ستگور دیش

(۹) لاگی لاگی کیا کرے ۔ لاگی سوئی سراہ
لاگی تب ہی جانیئے جب اُٹھے کراہ کراہ

(۱۰) لاگی لگن چھوٹے نہیں ۔ جیبھ چونچ جو جائے
میٹھا کہا انگار میں جاہی چکور چبائے

(۱۱) جب لگ کتھنی ہم کتھنی دُور رہا جگدیش
لَو لاگی کل نا پڑے اب بولے نہ حدیث

ترجمہ :- (۱) یہ پریم کا گھر ہے ۔ موسی کا گھر نہیں ہے ۔ پہلے سر کو کاٹ کر زمین پر رکھو ۔ تب گھر میں داخل ہونے کی ہوس کرو ۔

۲ ۔ اگر تجھ میں پریم کی پیاس ہے ، تو سر کاٹ ۔ تب اس کی تلاش کر ۔ اگر تو ایسا کرے گا ۔ تب کچھ ہو سکے گا ۔ (پہلے نہیں)

۳ ۔ جو شخص پریم کا پیالہ پیتا ہے ، اس کی قیمت میں اپنا سر دیتا ہے ، لالچی آدمی سر نہیں دے سکتا ۔ وہ ناحق پریم کا نام لیتا ہے ،

(۴) پریم آیا تھا۔ چلا کہاں گیا۔ سب نے دیکھا تھا۔ ریا د رکھو! جو دم میں ہنستے ہیں۔ دم میں روتے ہیں۔ وہ پریمی نہیں ہیں،

(۵) سب کوئی پریم پریم کہتے ہیں۔ مگر پریم کی کسی کو بھی خبر نہیں آٹھ پہر (رات دن) جو پریم میں مست رہتے ہیں۔ وہی پریم ہے،

(۶) بغیر پریم کے استقلال نہیں رہتا۔ نہ پریم کے بغیر ویراگ ہوتا ہے۔ اور جب تک گورو نہیں ملتا۔ تب تک آسا ترشنا کا داغ بھی نہیں چھوٹتا

(۷) بھیس چاہے کوئی ہو۔ ایک پریم کا ہونا ضروری ہے، پھر چاہے بن میں رہو۔ چاہے بستی میں رہو۔

(۸) جوگی۔ جنگم۔ سرادگی۔ سنیاسی۔ درویش چاہے کوئی ہو۔ جبتک پریم نہ ہوگا۔ کبھی گورو کے دیش کو نہ پہنچ سکیں گے،

(۹) لاگی لاگی کیا کرتے ہو۔ تعریف اس لگن کی ہے، جب ہر وقت کلیجے سے کراہنے کی صدا بلند ہو۔ (یعنی مالک سے ملنے کی سچی تڑپ ہو۔

(۱۰) اگر ایسی لگن لگ گئی۔ تو پھر وہ چھوٹے گی نہیں، انگارے میں کیا میٹھا پن ہے، مگر چونکہ اس سے چکور کا تعلق پیدا ہو گیا ہے، زبان جلتی ہے، پھر بھی وہ اُس کو چھوڑتی نہیں،

(۱۱) جبتک ہم باتیں بناتے ہیں، تب تک مالک دُور رہتا ہے، (وہ باتوں سے نہیں ملتا، مگر جب لگن لگ گئی اس وقت حدیث (کتھنی) بالکل بند ہو جاتی ہے، اور انسان الہام کی دنیا میں داخل ہو جاتا ہے ¤

پرچے

جب تک آدمی کو خود کسی بات کا انبھو نہیں ہوتا، تب تک اس کو کسی بات کا یقین نہیں ہوتا، روحانی معاملہ کے ذاتی انوبھو کا نام پرچے ہے، اور ہر شخص کو جو شاغل اور عامل ہے، اس حق الیقین کے درجہ کے حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

(۱) پیو پرچے تب جانیئے پیو سے ہل مل ہوئے
پیو کی لالی مکھ پڑے پرگٹ دیسے موئے

(۲) لالی اپنے لال کی جت دیکھوں تت لال
لالی دیکھن میں گئی میں بھی ہو گئی لال

(۳) اُلٹ سمانا آپ ہیں۔ پڑ گئی جوت اننت
صاحب سیوک ایک سنگ کھیلیں سدا بسنت

(۴) ہم باسی اُس دیش کے جہاں ست پُرش کی آن
دُکھ سُکھ کوئی ویاپے نہیں سب دن ایک سمان

(۵) ہم باسی اس دیش کے جہاں بارہ ماس بلاس
پریم جھرے گرے کنول تیج پنج پرگاس

(۶) سنتے کروں۔ نہ میں ڈروں سب دُکھ دیئے نوار
سہج سُن میں گھر کیا۔ پایا نام آدھار

(۷) پن پاؤں کا پنتھ ہے۔ بن بستی کا دیش
بنا دیہہ کا پُرش ہے۔ کہے کبیر سندیش

(۸) ہل مل کھیلوں شبد سے انتر رہی نہ ریکھ
سمجھے کا مت ایک ہے کیا پنڈت کیا شیخ

(۹) ملکھ لکھا۔ لاگے لگا۔ کہت نہ آوے بین
نج من ہنسا روپ میں ستگور دینی لسین

(۱۰) کہنا تھا سو کہہ چلے۔ اب کچھ کہا نہ جائے
ایک رہا دوجا گیا۔ دریا لہر سمائے

(۱۱) اُن من رگی سُن میں نسدن رہے غلطان
تن من کو سورہا نہیں۔ پایا پد نرواان

(۱۲) سورت سہانی نرت میں اجپا ماہیں جاپ
لیکھ سمانا الکھ میں۔ انتر پڑ گئے آپ

(۱۳) گوتک دیکھ دیہہ بن رہی ششی بنا اُجاس
صاحب سبوا ادھین ہے، بے پرواہی داس

(۱۴) پون نہیں۔ پانی نہیں۔ نہیں دھرن آکاس
استھان کبیرا۔ سنت جن صاحب پاس خواص

(۱۵) دھجا پھرکے سُن میں۔ باجے انحد تور
تکیہ ہے میدان میں پہنچے گا کوئی شور

ترجمہ۔(۱) جب پرنیتم کا پرچے ملے۔ تب جانئے ملاپ ہوا

ہے، پر پریتم کی لالی منہ پر پڑتی ہے، اور سب اُس کو ہی دیکھتے ہیں۔

(۲) اپنے لال کی آنکھیں دیکھتا ہوں، لال ہی لال نظر آتی ہے۔ میں لالی دیکھنے گئی تھی، خود بھی لال ہو گئی،

(۳) آپ میں اُلٹ کر سما گیا۔ اور بے حد نور کا ظہور ہوا۔ اور صاحب اور سیوک دونوں ایک ساتھ ہمیشہ کے لئے بسنت کھیلتے ہیں۔

(۴) ہم اس دیش کے رہنے والے ہیں، جہاں ست پُرش کا جلال ہے سکھ دُکھ کبھی بھی نہیں ہوتا، سب دن ایک طرح کے ہیں،

(۵) ہم اس دیش کے باشی ہیں، جہاں بارہ مہینے ہی بڑا آنند رہتا ہے، پریم کا فوّارہ چھوٹتا رہتا ہے، کنول کھلتے ہیں، اور بے حد نور کا ظہور ہوتا ہے،

(۶) نہ مجھ کو شک و شبہ ہے، نہ ڈر ہے، تمام دُکھ دور ہو گئے، مَن میں گھر کر لیا۔ اور نام کا آدھار مل گیا،

(۷) بغیر پاؤں کا راستہ ہے، بغیر بستی کا دیش ہے، بغیر جسم کا پُرش ہے، کبیر یہ پیغام سناتے ہیں،

(۸) شبد سے خوب ہل مل کر کھیلتا ہوں۔ اب انتر میں ذرّہ بھی فرق نہیں رہ گیا۔ سمجھے ہوئے کی ذات ایک ہے، چاہے وہ ہندو ہو۔ خواہ مسلمان ہو۔

(۹) لکھ لکھ کر دیکھ لیا۔ لالچ لگا کچھ اس کو بیان نہیں کر سکتا، مَن مالک

کے بیچ سروپ میں دھنس گیا۔ گورو نے اشارہ کیا،

(۱۰) دوئی دُور ہو گئی، وحدانیت کا مقام آگیا۔ لہر دریا سے مل کر ایک ہو گئی، جو کہنا تھا، کہہ چکے۔ اب کچھ نہیں کہا جاتا۔

(۱۱) سُن (لامکان) میں عالم محویت طاری ہے، رات دن سرور کی حالت ہے، تن من کی کو نہیں سودھا۔ نرواں پد بآسانی مل گیا،

(۱۲) سُرت نرت میں سما گئی، جاپ اجپا میں سمایا۔ صورت والا آنکھ میں سمایا، اور اپنے اندر مالک آپ پرگٹ ہو گیا،

(۱۳) بغیر جسم کے تماشہ دیکھا۔ بغیر سُورج وچاند کے روشنی تھی مالک خود خدمت کر رہا ہے، اور سیوک بے پرواہ ہے

(۱۴) نہ وہاں ہوا ہے، نہ وہاں پانی۔ نہ زمین ہے نہ آسمان ہے وہاں اے کبیر سنت لوگ صاحب کی خدمت بجا لاتے ہیں،

(۱۵) سُن میں جھنڈا لہرا رہا ہے، انحد باجے بج رہے ہیں، میدان میں تکیہ لگائے کوئی بہادر وہاں پہنچے گا +

تمت

اسی مصنّف کی اور اعلیٰ ترین رُوحانی کُتب

وچار کلپدرم۔ ویدانت کی نایاب کتاب ویدانت کے دقیق مسئلہ عالم، بحث ایشور اور جیو۔ گیان کرم۔ اُپاسنا۔ آتما کے دکش بندھو اور موکش پر فلسفانہ بحث مثلاشیانِ حق کے قابل مطالعہ ہے۔ قیمت . . . . عہ

گیان کلپدرم تصوف کا خزانہ۔ گیان وراگ کا دلچسپ مجموعہ۔ اسرار معرفت کا گلدستہ دقیق مسائل کو زود فہم بنانے کیلئے مثالیہ کہانیوں سے کام لیا گیا ہے، بڑی مفید اور نایاب ۴۴۵ صفحہ کی ضخیم کتاب ہے، طالبانِ حق کے پڑھنے کے قابل قیمت صرف (۲؎)

عروج روحانی۔ اصلیت کا سبق معرفت کے نکتے علم روحانی کا عطر دلچسپ و زود فہم عبارت قیمت ۴؍

آدرش روحانی ایشور تعلیم ویدانت من وغیرہ کے متعلق روحانی نکتہ نگاہ سے نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے خیالات قیمت . . . . . . ۴؍

سادھو کی صدا مذہب و اخلاق و طرز تمدن کے متعلق چند مفید سبق اخلاق آموز مضامین مذاق کو درست کرنے کا نسخہ قیمت ۴؍

بھگتی یوگ۔ سوامی وویکا نند جی کے انگریزی لیکچروں کا عام فہم اردو ترجمہ بھگتی کیوں کرنی چاہیئے بھگتی کی قسمیں ۶؍

کرم یوگ تصنیف لطیف سوامی وویکا نند جی بے غرضانہ فیاضی کرم کی تکمیل بہترین راز ہے قیمت ۸؍

یوگ کے عملی سبق۔ یوگ کے تمام مرحلوں کی بالتوضیح مراحت اور اصلی غرض و منشا کی تفصیلی وضاحت قیمت ۸؍

سائیں کے سو خیال۔ اس میں سو روحانی و اخلاقی سبق ہیں، دھرم اور فرض۔ پریم و نفرت، محبت اور علم امانت اور خیانت۔ اصلی نماز۔ کمزوریاں کا مقابلہ نیک دلی کی راہ وغیرہ قیمت . . . . . ۶۰؍

شیر کی گرج۔ کبیر صاحب کے ایک مشہور بھجن کے سلسلہ میں اخلاقی روحانی و حقانی سبق . . . . ۲۰؍

بھگت پربھانت نیک دھرماتما اور ایشور پرائن بھگتوں کے پر تاثیر سبق اور تذکرے قیمت ۵؍

سنت پربھانت سنت مت کی اصولی تعلیم کا بیان اور مختصر سوانحعمری۔ واقفیت کو وسیع

کبیر یوگ۔ مکمل گیان و تعلیم کبیر صاحب قیمت ۴؍

کرنے کے لئے قابل مطالعہ ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۵ر

گھر کا راستہ۔ کہاں سے آئے کہاں جائینگے۔ کہاں کیا ہے بسیرا۔ یہ جگ سپنہ رین کا پیارے نہ میرا نہ تیرا۔ نفیس مضمون ہے قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۲ر

روحانی اشارے۔ مہاتما رام کرشن۔ رام کرشن پرمہنس کے مثالیہ قصوں اور دوسری دلچسپ روایتوں کے سلسلہ میں حقیقت کے انکشاف و وضاحت کی کوشش قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۴ر

آئینہ خیال۔ خیال کی یکسوئی ہر قسم کی ترقی کی راہ میں پہلا، درمیانی اور آخری قدم ہے، گناہ بیماری اور موت پر ہم اپنے طرز عمل اور یکسوئی سے حاوی ہو سکتے ہیں قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۶ر

قانونی خیال۔ کامیابی کا راز علم کا مقصد تعلیم کا جنون خیال کی طاقت نفرت اور محبت سادگی کی فتح وغیرہ نہایت اعلیٰ سبق آموز مضامین ہیں۔ قیمت صرف ۹ر

فانوس خیال۔ اس میں ۱۶ مضامین پر بحث ہے، ہماری خاص کمزوری۔ دولت حاصل کرنے کا راز۔ کھانا۔ پینا۔ انسان کا دل۔ بزدل مت بنو۔ وغیرہ وغیرہ قیمت ۶ر

نیرنگ خیال۔ یہ علم خیال کے متعلق قابل مطالعہ کتاب ہے۔ وسیع خیالی کو کیسے تقویت ملکر زندگی عملی سانچہ میں ڈھلتی ہے۔ ۱۲ر

پنجابی سورما۔

سکھوں کے دس روحانی بادشاہ کے حالات

مصنفہ شوبرت لال۔

نرالا اور زوردار سطر سطر میں جوش ایثار محبت اور قربانی کی زندہ مثالیں جسکے پڑھنے سے عالم وجد طاری ہو جاتا ہے، اخبارات کے بہت اعلیٰ ریویو کئے ہیں۔ قیمت حصہ اول صرف ۴ر

ان کے علاوہ ہر قسم کی آریہ سماجک پستکیں اور ہر مضمون و ہر زبان کی عمدہ عمدہ کتابیں ہمارے پاس سے بارعایت ملیں گی +

ملنے کا پتہ **لالہ رام دل اینڈ سنز تاجران کتب لوہاری دروازہ لاہور**

کبیر بیجک۔ جسمیں کبیر صاحب کے کہے ہوئے دوہے اور کبت وغیرہ ہیں قیمت ۳ر

اسی مصنف کی دیگر مشہور و مقبول تصانیف

ہماری ماتائیں ۱۲/
سچی دیویاں ۸/
" استریاں ۸/
راجستھان کی بیر رانیاں ۱۰/
ستی برتانت عہ
سچی ماتائیں
ہندو ماتائیں ۶/
خانہ داری کی فلاسفی ۶/
بھارت کی شجاعت
استریوں کے کارنامے ۸/
ویر برتانت
پنجابی سورماں عہ
بھگت برتانت ۶/
راجہ رسالو ۶/
رشی برتانت ۵/

گوسائیں تلسیداس کا جیون چرتر ۱۲/
کبیر صاحب کا چرتر ۴/
راج یوگ ۲/
کبیر بیجک
......
آلہا کھنڈ
کبیر یوگ مکمل ۱۰۰۰ صفحہ
شاہی جوگی
راجستھان کا عطر اردو
راماین مکمل
مہابھارت ۱۸ پرب
بدھ دیو کی سوانحعمری

بدھ دھرم کا اخلاق ۲/
بدھ دھرم اور ہندو دھرم کا میل ۲/
مسیحی مذہب کا مخرج بدھ دھرم ۴/
کرم یوگ ۸/
شاہی لکڑ ہارا ۱۲/
شاہی ڈاکو
جاپان و اسکی ترقی ۶/
شاہی تپ پراپتی ۱/
" بھوت ۸/
" جادوگرنی ۱۲/
دردناک سین
شاہی جوگی
آریہ درشن و یونانی فلاسفی
علم و خیال ۸/

قانون خیال ۶/
فانوس خیال ۵/
سائنس سکھو خیال ۶/
معجون خیال ۶/
نیرنگ خیال ۶/
انمول مع تیو نکی لا ۶/
روحانی اشارے
کامیابی کی کنجی
اپنشد مکمل معہ تفسیر
ویدانت فلاسفی ۶/
عروج روحانی ۸/
شگفتہ زاد ۲/
سادھو کی صدا ۶/
اپنشد سار ۱/
گھر کا راستہ ۲/
وچار کلپدرم

میسرز امر تا مل اینڈ سنز بک سیلرز لوہاری گیٹ لاہور